سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR - QADIAN

مسیح وقت و مہدی ہم

Reg No. L 111

الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ — مرزا غلام احمد

تمام قیمت پیشگی ... بشمول ضمیمہ درس قرآن مجید

جلد ۱۰

۱۵ صفر ۱۳۲۹ھ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء مطابق ۵ پھاگن سمت ۱۹۶۷ بکرمی

نمبر ۱۶

بھائیو گر قادیاں آؤ گے تم ✥ ایڈیٹر و مینیجر محمد صادق عفی اللہ عنہ ✥ نور دین مصطفےٰ پاؤ گے تم

دس شرائط بیعت

اول یہ کہ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم و خیانت و فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوم یہ کہ بلا ناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنا دیگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا۔ اور بہر حالت راضی بقضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان و مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا

اندریں دیں آمدہ از مادریم
ہم بریں از دار دنیا بگذریم

آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست

آں رسولے کش محمدؐ ہست نام
دامنِ پاکش بدستِ ما مدام

مہر او با شیر شد اندر بدن
جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام

آنچہ ما را وحی و ایمائے بود
آں نہ از خود از ہماں جائے بود

اقتدائے قول او در جان ماست
ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست

آں ہمہ از حضرت احدیت است
منکراں مستحق لعنت است

معجزات او ہمہ حق اندر است
منکرِ آں مورد لعنِ خدا است

معجزاتِ انبیاء سابقین
آنچہ در قرآں بیانش بالیقین

برہمہ از جان و دل ایمان ماست
ہر کہ انکارے کند از اشقیاست

از ملائک از جزائے معاد
ہرچہ گفت آں مرسلِ ربّ العباد

یکقدم دوری ازاں عالیجناب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

دستور العمل

عام قیمت پیشگی سالانہ بدر مع ضمیمہ درس قرآن مجید پیشگی ... وصولی قیمت پیشگی کسی صاحب کے نام اخبار جاری نہیں ہو سکتا خط و کتابت کے واسطے جوابی کارڈ آنا چاہئے ورنہ جواب معذور۔ رسید زر اخبار میں چھاپی جاویگی علیحدہ رسید نہ بھیجا دیگی۔ البتہ جو صاحب قادیان میں دستی قیمت ادا کریں انکو ہر حال رسید حاصل کرنی چاہیئے۔ اگر چار ہفتے تک رسید نہ چھپے تو خط لکھکر دریافت کرنا چاہیئے۔ تمام ترسیل زر بنام میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر قادیان ضلع گورداسپور ہونی چاہیئے۔

وہ الفاظ جن میں حضرت اقدس مسیح موعود بیعت لیا کرتے تھے ہاتھ میں ہاتھ پکڑ کر آپ فرماتے جاتے تھے اور بیعت کرنے والا تکرار کرتا جاتا تھا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ ۲ بار۔ آج میں احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں گرفتار تھا اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے ان تمام گناہوں سے بچتا رہونگا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۳ بار۔ رب انی ظلمت نفسی واعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت۔ اے میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں۔ آمین۔ اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اس کے متعلقین کے لئے دعا کرتے۔ اب حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ یہ الفاظ بڑھاتے ہیں آج میں نور الدین کے ہاتھ پر ان تمام شرائط کے ساتھ بیعت کرتا ہوں جن شرائط سے حضرت مسیح موعود بیعت لیا کرتے تھے اور نیز اقرار کرتا ہوں کہ خصوصیت سے قرآن و احادیث صحیحہ کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرونگا۔ اور اشاعت اسلام میں جان و مال سے بقدر وسعت و طاقت کمربستہ رہونگا۔ اور انتظام زکوٰۃ بہت احتیاط سے کرونگا۔ اور باہمی اخوان میں رشتہ محبت کے قائم کرنے میں سعی کرونگا۔

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر و پرنٹر پبلشر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا)

اخبار دار الامان

حضرت خلیفۃ المسیح

ایدہ الرحمٰن کی صحت میں روزافزوں ترقی ہے۔ آپ کی صحت کے حالات کے متعلق آپ کے معالج ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے رپورٹ لکھوائی گئی ہے جو کہ درج ذیل کیجاتی ہے۔ دیکھو قرآن شریف کے ساتھ اس قدر محبت ہے کہ باوجود اس قدر ضعف اور نقاہت کے مخدوم محمد صدیق سے پوچھنے لگے کہ آپ قرآن شریف کس سے پڑھا کرتے ہیں۔ اُنھوں نے عرض کی کہ حافظ روشن علی صاحب سے پڑھا کرتا تھا۔ مگر وہ تو گوجرہ مباحثہ کے واسطے گئے ہیں۔ فرمایا آؤ میں تمھیں پڑھاتا ہوں۔ مخدوم قرآن شریف لائے چند آیات کی تفسیر حضور نے کی۔ ایسا ہی پھر دوسرے دن بھی ہوا۔ یہ تفسیر انشاء اللہ اگلے اخبار کے ضمیمہ میں شائع کیجاویگی۔

ان ایام میں خدام کے خطوط عیادت کے کثرت سے آرہے ہیں فرمایا میں ان سب کے واسطے دعا کرتا ہوں۔ جو عیادت کا خط لکھتے ہیں عشاق عجیب عجیب پیرایوں میں اپنی محبت کا اظہار کررہے ہیں ان میں سے چند خطوط کا اقتباس بطور نمونہ درج ذیل کرتا ہوں۔

حکیم محمد حسین صاحب قریشی لکھتے ہیں "میں نے تو ایک روز جناب باری میں عرض کی تھی کہ اے مولا حضرت نوح کی زندگی کی ضرورتیں تو مختص المقام تھیں اور اب تو ضرورتیں جو پیش ہیں ان کو بس تو ہی جانتا ہے۔ ہماری عرض قبول کر اور ہمارے امام کو نوح کی سی عمر عطا کر۔" عزیز یوسف علی راولپنڈی سے لکھتے ہیں "اے اللہ ہمارے حکیم کو صحت کلی دے۔ مجھ جیسے کئی بیمار ہنوز اچھے نہیں ہوے ہیں"۔ برادر محمد حسن صاحب پنجابی مدراس سے لکھتے ہیں "حضرت صاحب کے رو بصحت ہونے کی خبر پڑھ کر مجھے اس قدر خوشی ہوئی جس کا اندازہ میرا مولا کریم رحیم خدا ہی جانتا ہے۔" شیخ محمد حسین صاحب نے لائلپور سے لکھا کہ میں نے دعا کی کہ حضرت صاحب کی بیماری مجھ کو آجائے۔ (ایسی دعا ناجائز ہے۔ خدا قادر ہے کہ ہر دو کو شفا میں رکھے تو پھر ایسی ناجائز دعائیں کیوں کیجائے ایڈیٹر) ایسا ہی سید ارادت حسین صاحب اوین سے لکھتے ہیں میں نے دعا کی کہ میری عمر کے دو سال کم ہو کر حضرت صاحب کو مل جائیں۔

بہت سے دوستوں نے مبشر خوابیں حضرت صاحب کی صحت یابی کے متعلق باہر سے بھی لکھی ہیں۔ مثلاً چودہری عبداللہ خانصاحب نمبردار۔ ہمشیرہ شیخ محمد صاحب نمبردار ملہہ شیخ محمد جان صاحب۔

بابو غلام حسن صاحب بھاولپور بہت سے دوستوں نے حضرت کے نام پر روپے کے واسطے صدقہ و خیرات بھیجا ہے۔ اور قربانی کرائی ہے۔ جیسا کہ بابو عبدالحمید صاحب لاہور۔ سید عابد حسین صاحب بجھوا یا وغیرہ۔

"حضرت مفتی صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

حضرت اقدس کی طبیعت اللہ کے فضل سے اچھی ہے۔ زخم بھر رہا ہے ہڈی کا کنارہ ایک طرف سے چاول کی برابر برہنہ رہگیا ہے۔ باقی سب پر انگور آگیا ہے دو روز سے ماشاء اللہ رات کو خوب نیند آجاتی ہے۔ تلوے کی جلن کی شکایت اب نہیں۔ البتہ منہ میں پانی آنے کی شکایت ہے۔ طاقت اللہ کے فضل سے رو بہ ترقی ہے۔ والسلام دعا کا طالب

بشارت احمد عفی اللہ عنہ

عاشقان بدر

برادر الٰہی بخش صاحب سوداگر کلکتہ سے لکھتے ہیں اخبار بدر برابر پہنچتا رہتا ہے اور جس وقت آتا ہے دار الامان کا نقشہ کھنچ جاتا ہے۔ خدا آپ کو اس محنت کے لئے جزائے خیر دے۔

چوہدری **عبداللہ خاں** صاحب نمبردار بھاولپور سے لکھتے ہیں۔ آپ کا اخبار مجھے بہت پیارا ہے سب اخباروں میں پسندیدہ ہے سید **عابد** حسین صاحب تحصیلدار بجوانا لکھتے ہیں میں جناب کو بقسم کہتا ہوں کہ اس وقت تک جسقدر اخبار میری نظر سے گذرتے ہیں ان سب میں پیارا مجھے بدر ہے

روزانہ کارڈ

جو صاحب چاہتے ہیں کہ ان کو روزانہ کارڈ لکھا جاوے انھیں لازم ہے کہ جتنے دن کارڈ چاہتے ہیں اُتنے کارڈ (سرکاری ہوں اپنے بنائے ہوے نہوں) خرید کر اور اُن پر پتے لکھ کر ہمیں بھیج دیں اور ساتھ آٹھ آنہ ماہوار کے حساب سے اُجرت لکھائی بھیجدیں۔

روزانہ کارڈ کے عاشق

برادر عالمگیر کوہاٹ سے لکھتے ہیں کہ روزانہ کارڈ لکھا کریں خواہ ایک آنہ روزانہ لکھائی کا خرچ ہو۔ میں تو ایسے عاشقوں کا قائل ہوں۔ پیارے عالمگیر خدا تجھے عالمگیر بنائے تیری محبت مجھے ایسی پسند آئی کہ نہ تجھے کارڈ بھیجنے کی ضرورت ہے اور نہ ان کی اُجرت (ایڈیٹر)

ضرورت ملازمت

ہمارے ایک عزیز لاہور انجنیرنگ اسکول کے پاس یافتہ آجکل فارغ اور ملازمت کی تلاش میں ہیں۔ کیا کوئی صاحب اس میں امداد دیکر مشکور فرما سکتے ہیں۔

ارشاد الامیر

گناہوں سے کس طرح بچ سکتے ہیں

فرمایا استغفار سے۔ اگر گناہ سے نہ بچ سکے تو لاحول بہت پڑھے پڑھے جائے تھکے نہیں۔ لا ملجاءَ ولا منجاءَ منک الا الیک۔ خدا سے پناہ خدا ہی دیوے تو بات بنتی ہے۔ طاعون کا کیڑا اتنا باریک ہوتا ہے۔ پھر کس قدر بڑھتا ہے۔ وہی بچائے تو بچا سکے۔

استغفار اور لاحول سے بھی گناہوں سے نہ بچ سکے تو ہمت نہ ہارے استغفار اور لاحول اور دعا کئے جاوے۔ استقامت کرے۔ گھبراوے نہیں

شیخ محی الدین ابن عربی لکھتے ہیں کہ ایک شخص پر مجھے بہت حسن ظن تھا۔ لوگوں نے کہا شراب پیتا ہے۔ میں نے نہ مانا۔ ایک دن وہ شراب پی رہا تھا کسی نے آکر خبر کی۔ میں نے کہا ہمیں دکھلاؤ۔ میں اُس کے مکان پر گیا۔ نوکر نے اندر خبر کی۔ کہا کہ عرض کردو کہ اسوقت میں مل نہیں سکتا میں نے کہا ہمنے ملنا ہے کہا کہ وہ شراب پی رہا ہے میں نے کہا کچھ بھی ہو ہم نے ملنا ہے۔ غرض اندر گیا تو دیکھا کہ جام شراب مُنہ سے لگا ہے۔ مگر دیکھا کہ ہر گھونٹ کے بعد بھی توبہ دل سے نکلتی ہے۔ اور اُس توبہ کے ساتھ ایک لرزہ ترتا معلوم ہوتا ہے۔ غرض صاحب ہمت گھبراتا نہیں وہ توبہ کئے جاتا ہے کوشش کئے جاتا ہے۔

عشق کا لفظ قرآن اور حدیث میں نہیں۔ ایک حدیث صوفیوں نے لکھی ہے۔ مگر وہ کسی صوفی کا اپنا لفظ ہے۔

عشق کا لفظ اچھے معنی نہیں رکھتا غیر اللہ سے حب کو کہتے ہیں۔ یہ کسی اعمال کی سزا ہوتی ہے۔ شرک ہوتا ہے۔ بھیرہ میں ایک لڑکا کسی عورت پر عاشق ہوگیا اخیر میں جنون ہوگیا۔ لوگوں نے کہا کہ خدا کے لئے اس لڑکی کو اُسے دکھادو۔ سو بچہ کر کہنے لگا میں نہیں جانتا یہ کون چڑیل ہے۔ لوگوں نے کہا یہ فلانی ہے۔ کہنے لگا ہرگز نہیں۔ اسکی ناک ایسی آنکھ ایسی۔ وغیرہ وغیرہ۔ نہ مانا۔ خیر میں نے علاج کیا اچھا ہوگیا۔ میں نے پوچھا تو نے اسوقت نہ پہچانا کہنے لگا خیال میں تصور باندھتے باندھتے کچھ اور کی اور ہی بن گئی تھی۔ یہ کسی بد اعمالی کی شامت کا نتیجہ ہوتا ہے اور شرک ہوتا ہے۔

انسان مختار ہے یا مجبور ہے اس بحث میں پڑنا احمق پن ہے قرآن اور حدیث میں یہ لفظ آیا ہی نہیں۔

ضرورت نکاح

ہمارے ایک معزز شریف۔ آسودہ حال نوجوان دوست شرعی ضروریات کے سبب دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ خط و کتابت معرفت ایڈیٹر ہوگی۔

الفاظ نبی و مجدد کا استعمال

حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں ایک شخص نے ان الفاظ کی تحقیقات کے متعلق خط لکھا تھا جس کے جواب میں حضرت صاحب کے حکم سے ہمارے معزز سید محمد سرور شاہ صاحب نے ایک لطیف جواب لکھا ہے جو درج ذیل ہے۔ اڈیٹر

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم بھی تو یہی مانتے ہیں کہ نبوت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اور آپ نبوت کے کمال معراج تک کامل طور پر پہونچے اور ہر قسم کے کمالات آپ کی ذات مبارک پر ختم ہو گئے کوئی آپ کی برابری کا دم نہیں مار سکتا۔

خاتم النبیین کے لفظ سے لوگوں کو بڑی ٹھوکر لگی ہے۔ آیۃ **ما کان محمّد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین** پر آپ خوب غور کریں اور دیکھیں کہ اگر خاتم النبیین کے صحیح معنے یہ ہیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ بند کر دیا گیا تو اس آیۃ میں اس جملے کے فرمانے کا موقعہ اور محل کیا تھا؟ خاتم النبیین سے بالاتفاق اعزاز مقصود ہے مگر کیا آپنے کبھی سوچا ہے کہ کسی سلسلۂ انعامات کے محض اخیر پر آنے میں کونسا اعزاز ہے؟ انبیاء علیہم السلام کے مختلف مدارج ہوا کرتے ہیں پھر ان کی دو قسمیں ہیں ایک تو وہ جو نئی شریعتیں لائے۔ اور دوم وہ جو صاحب شریعت نبیوں کے مددگار تھے یا جنھوں نے موجودہ شریعتوں کی تائید اور تجدید کی۔ مثلاً حضرۃ موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے۔ ہارون علیہ السلام آپ کے تابع اور مددگار رہے۔ خود صاحب شریعت نہ تھے اسی طرح حضرات موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان سینکڑوں نبی محض موسوی شریعت کی تجدید کے لئے آئے۔ اس قسم کے انبیاء کا یہ منصب ہوا کرتا ہے کہ امتداد زمانہ کے بعد وقتاً فوقتاً جو جو غلطیاں اور آمیزشیں دین آلہی میں داخل ہو جاتی ہیں۔ ان کو اپنے اپنے زمانے میں الگ کر کے خالص دین آلہی کو پھر قائم کرتے رہیں امت مرحومہ محمدیہ بھی ایسے فتنوں سے محفوظ نہیں اس لئے اللہ جل شانہ کا وعدہ ہے کہ اس امت میں بھی وقتاً فوقتاً برگزیدہ بندے پیدا ہوتے رہیں گے۔ جو ایسے فتنوں کا استیصال کیا کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ انا لہ لحافظون۔ چودہوین صدی میں یہ منصب ہمارے اعتقاد میں حضرت مرزا صاحب کو عطا ہوا ہے۔ **ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء۔**

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپکے تابع فرمان بندوں میں سے بعض کا منصب نبوت کو پا لینا میرے خیال میں اہل اسلام کے لئے باعث فخر ہے۔ مقام اعتراض نہیں حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری اور کامل شریعت دنیا میں لائے جیسے آپ سے پیشتر ایک جماعت انبیاء کی آپ کے لئے رستہ صاف کرتی آئی۔ اسیطرح اگر آپکے بعد بھی آپ کے ماتحت آپ کی شریعت مبارک کی خادم ایک جماعت پیدا ہو تو کیا ہرج ہے۔ شمس و قمر کی تمثیلات حضرت حق سبحانہ نے قرآن کریم میں کثرت سے دی ہیں چاند بذات خود روشن نہیں بلکہ سورج سے روشنی پاتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک وہ شمس تھی جس سے سب انبیاء سابق کو نور ملا اور اب آپکے بعد بھی آپ کی کامل متابعت سے نور ملتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے چن لے خاتم النبیین کا منصب آپکے متبع میں نبوت کے ظہور کا منافی نہیں۔

لفظ نبی کے معنے اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں۔ اوّل اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا۔ دوم عالی رتبہ شخص۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گزرے ہیں۔

ڈاکٹر عبد الحکیم نے جو لکھا ہے کہ اس قسم کا اجتماع کسوف خسوف جسے حضرت مرزا صاحب نے اپنی تصدیق میں پیش کیا ہے۔ زمانہ سابق میں جھوٹے مہدیوں کے وقت میں بھی ہوتا رہا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے سنہ ۱۸۹۴ء اور سنہ ۱۳۱۲ھ سے پیشتر اس قسم کا اجتماع سنہ ہجری سے لے کر آج تک کبھی نہیں ہوا کہ ماہ رمضان مبارک کی تیرہویں رات کو چاند گرہن ہو اور اٹھائیس تاریخ کو سورج گرہن ہو۔ اس امر کا ثبوت کہ ایسا اجتماع پیشتر ہوا ہے ڈاکٹر عبد الحکیم کے ذمہ ہے۔ مگر وہ کوئی ثبوت علمی یا تاریخی ہرگز نہیں پیش کر سکتے وہ جانتے تھے کہ عوام الناس میں تحقیق کا مادہ نہیں۔ جو کچھ لکھدوں لوگ اسے بلاچون وچرا مان لیں گے اس واسطے جو کچھ ان کے دل میں آتا ہے۔ لکھدیتے ہیں۔

ہماری جماعت کے ایک شخص نے ڈاکٹر عبد الحکیم کو اخباری چیلنج دیا تھا کہ کوئی تاریخی ثبوت ایسے اجتماع کسوف خسوف کا پیش کرو اور ایسے ثبوت کے پیش کرنے پر ۱۰۰ روپیہ انعام کا وعدہ بھی دیا تھا۔ ملاحظہ ہو اخبار الحکم مورخہ سنہ ۱۹۰۸ء ڈاکٹر صاحب نے آج تک اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

اگر حضرت مجدد الف ثانی نے یہ لکھا ہے۔ کہ معہودہ کسوف وخسوف خلاف عادت، زمان اور خلاف حساب منجمان ہونا چاہیئے تو اس سے لازم نہیں آتا کہ فی الواقعہ ہو بھی یہی قبل از وقوع پیشگوئیوں کے سمجھنے میں مشکلات ہوجایا کرتی ہیں۔ بھلا کوئی غور تو کرے کہ اوّل شب کا چاند اور ماہین میں گرہن کون دیکھیگا اور اوّل شب کے چاند کو عرب قمر بھی کہتے ہیں کہ نہیں اور اگر عبد الحکیم کی بلا ثبوت اور احمقانہ بات کو کوئی سچے تو ہنسی آتی ہے کہ اگر یہ نشان جھوٹوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ تو پھر نشان کیسا ہوا۔ حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتابوں میں اس بات کو خوب صاف کر دیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی سے یہی مقصود تھا کہ چاند گرہن ماہ رمضان کی ۱۳ تاریخ کو ہو اور سورج گرہن اسی مہینے کی ۲۸ تاریخ کو اور اس تفصیل کو متقدمین نے بھی مانا ہے۔

اسمیں شک نہیں کہ یہ اجتماع کسوف خسوف حضرت مرزا صاحب کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت تھا۔ مگر اس کے علاوہ مرزا صاحب کی سوانح عمری آپکے اخلاق آپ کی تعلیم حالت زمانہ آپکا کام (حمایت اسلام رد مذاہب مخالف و تزکیہ جماعت) آپ کی کامیابی آپکے مباہلات اور آپ کی پیشگوئیاں بھی قرآن کریم کی رو سے آپ کی صداقت کی شاہد ہیں۔ مگر رستہ وہی پاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے جس حسن ظن سے انسان اپنی اولاد کو پہچانتا ہے۔ کم از کم اسی قدر حسن ظن سے حضرت مرزا صاحب کے معاملہ کو آپ دیکھیں۔ تو بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ **یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم** کے یہی معنے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عیسائی تہذیب اور بیحیائی

مفصلہ ذیل مضمون ہمارے معزز و مکرم بدر کے پروپرائیٹر جناب میاں معراج الدین عمر صاحب لاہوری نے لکھا ہے جو حضرت امیر المؤمنین کی عیادت کے لئے یہاں تشریف لائے اس کے پڑھنے سے جہاں آپ کی زبردست انشاء پردازی کا ثبوت ملتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسلامی حسن عقیدۃ اور اخلاص کے ساتھ کسر صلیب کے لئے اپنے امام ومطاع کی روحانیت سے معمور ہو کر ایک خاص جوش رکھتے ہیں جس امر کی طرف ایک علمی تمہید کے ساتھ قابل مضمون نگار نے توجہ دلائی ہے وہ تمام مہذب سوسائٹیوں کے لئے بمنزلہ روح وروان ہے، افسوس کہ بعض یسوعی اس کسوٹی پر پورے نہیں اتر سکتے اور حق

یہ ہے کہ اس قسم کی عریانیاں تہذیب و انسانیت کی سفید چادر پر بمنزلہ ایک داغ کے ہیں اس داغ کے چھڑانے کے لئے ایک ترش لیموں کی ضرورت تھی جس کا احساس شاید فاضل نامہ نگار کی فطرتی غیرت نے نہ ہونے دیا۔ (ایڈیٹر)

جن حقوق اور خصوصیات کا اللہ تعالیٰ نے انسان کو وارث کیا ہے اون میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ مملوکات کا مالک ہوتا ہے اور سارا انتظام جو علوم اور فنون اور سیاست کے ذریعہ سے انسانی سوسائٹی کے لئے کیا گیا ہے اس میں ان مملوکات کی حقداری کی رعایت رکھنا ایک جزو اعظم اور غرض اولی رکھی گئی ہے۔ اور تمام اخلاقی مادے جو فطرت انسان میں ودیعت رکھے گئے ہیں اور جس کے صحیح استعمال کے لئے خدا کے مامور بندگان دنیا میں وقتاً فوقتاً تشریف لاکر مذاہب قائم کرتے رہتے ہیں۔ وہ سب انسانی مملوکات کی حفاظت اور حق داروں کی تحقق کی تعلیم سے مملو ہوتے ہیں وہ اُمور جو ان حقوق کو پامال کرنے کا موجب ہوتے ہیں وہ آلہی ناراضگی کا موجب قرار دئے گئے ہیں۔ اور سوسائٹی کے شیرازہ کو توڑنیوالے اور قابل نفرت سمجھے گئے ہیں مثلاً چوری۔ ڈاکہ۔ خیانت۔ ظلم۔ جھوٹ اور اسی قسم کی تمام بدیاں اس لئے بُری کہی جاتی ہیں کہ وہ صحیح فطرت انسانی کے خلاف اور حقوق انسانی میں سخت خلل اندازی کا باعث ہیں ان سب میں سب سے بڑی بدی زناکاری ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ارتکاب سے عموماً حقداروں کے حقوق تلف ہو جاتے ہیں اور غیر مستحق لوگ اصلی حقداروں کے حقوق پر تصرف پا جاتے ہیں کیونکہ جو اصول ایک مورث کے مملوکات کو بذریعہ وراثت نیچے کی طرف جائز طور پر پہونچانے کے لئے فطرت آلہی میں مروج ہے وہ خونی رشتہ ہے یعنے مورث کے ساتھ جیسا کسی کا تعلق خونی ہوتا ہے اسی قدر حقداری کی مسافت کا وصل اسکو حاصل ہوتا ہے لیکن زناکاری میں نسل کو اپنے صاحب نسل سے چھین لیا جاتا ہے اور اس کا کوئی تعلق اوس سے نہیں رہتا اور وہ غیروں کے ماتھے تھوپا جاتا ہے اس لئے سب سے بڑی حق تلفی کا باعث یہ زناکاری ہوتی ہے۔ اس بات کے ماننے سے انکار نہیں ہوسکتا کہ تمام مذاہب نے زناکاری کو روکنے کے لئے اپنے اپنے رنگ میں تعلیم کی ہے لیکن سب سے بہتر اور اعلیٰ درجہ کی تعلیم اسلام نے دی ہے۔ مگر موجودہ یسوعی لوگوں کا عملدرآمد کچھ اس اصول سے بہت جُدا نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل جس دین کو حضرت مسیح علیہ السلام نے دنیا میں پہنچایا تھا وہ وہی دین تھا جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے دنیا پر نازل کیا تھا اور چونکہ لوگوں کی دینی حالت میں بہت کمزوریاں واقعہ ہوگئی تھیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام اس دین کی تجدید کے لئے بھیجا تھا لیکن عیسائیوں نے اس سرچشمہ دین سے بغاوت کرکے اپنا ایک علیحدہ دین بنالیا اس لئے وہ نقطۂ اعتدال سے گر گئے اور عام اخلاقی جادہ پر بھی اون کا قدم قائم نہ رہ سکا اور اس میدان میں ان کی نظر ایسی کوتاہ ہوگئی کہ وہ حقیقی احساس جو اون میں سے بنا تا رہا اس بُرائی کو بُرا سمجھنے کا مادہ ان میں سے سلب ہوگیا۔ اگر غور سے دیکھا جاوے تو عورتوں اور مردوں کے فیمابین قدرت نے کچھ ایسی کشش رکھی ہوئی ہے کہ تھوڑے سے محرکات پیش آجانے سے اس کے ساتھ بیساختہ اظہار خویقین آمادہ ہوجاتی ہیں یہ کششیں تو نہایت ضروری ہیں کیونکہ ان دونوں فریقین کے درمیان جو تعلقات۔ اور معاہدات حقوق زوجیت کے جائز طور پر قائم رکھنے کے لئے منعقد ہوتے ہیں ان کے ذریعہ سے ایسے گران بوجھ ایک دوسرے پر پڑ جاتا ہے کہ اگر ان کو کوئی بڑی زبردست کشش بُلانے والی نہ ہو تو وہ کبھی اس تعلق میں داخل ہونا گوارا ہی نہ کریں اس کشش کی بداستعمالی ایک ایسا سوشل جرم ہے کہ جس سے بہت سارے جرائم پیدا ہوتے ہیں۔

مذہبوں نے ان کششوں سے ناجائز فائدہ اُٹھانے اور ان کی بداستعمالی کو روکنے کے لئے مختلف زمانوں میں حلی قدر استطاعت تعلیمیں کی ہیں لیکن مکمل درخاتم ادیان (اسلام) نے اس تعلیم کو تمام شعبوں میں مکمل کرکے دنیا میں پیش کیا۔ یہاں تو نظر اٹھاکر کسی خاتون کو دیکھنا تک ممنوع ہے اور اُدھر ہمارے مسیحی دوست ہیں کہ وہ نوجوان جمیلہ حسینہ عورتوں کو مجلسوں میں بالکل برہنہ کھڑے کرکے اون کی ایک ہی وقت میں کئی کئی مصور ہاتھوں سے تصویریں بناتے ہیں اور جب اس پر اعتراض کیا جاتا ہے تو معترض تمسخر اُڑاتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح کہ یورپ و آسٹریلیا میں اکثر نوجوان عورتوں کی تصویریں لی جاتی ہیں حال میں ایک حسین نوجوان عورت کی ننگی تصویر لینے کی خبر ہمارے ایک معزز بھائی اتیچ موسیٰ احمدی متوطن آسٹریلیا کو ملی انھوں نے اخبار سیر یرڈیلی ٹروتھ میں ایک مضمون اس قبیح رسم کی مذمت میں لکھا اور یہ سمجھایا کہ حقیقی تہذیب سے یہ فعل بہت گرا ہوا ہے اور اسلام اس کو پسند نہیں کرتا اس کے جواب میں عیسائیوں کی طرف سے یہ لکھا گیا کہ مسٹر اتیچ موسیٰ احمدی کے نزدیک عورتوں کی عصمت اور پاکدامنی اور اخلاق مُردہ بھیڑوں کی اُون سے بنے ہوئے کپڑوں پر منحصر ہے۔ اگر ہم عورتوں کی ننگی تصویریں اس طرح حاصل نہ کرتے تو یہ اعلیٰ درجہ کے ننگے بُت ہم کو کہاں سے نصیب ہوتے اور یہ تاریک خیالات پُرانے تاریک زمانہ کے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

پھر جس ایک نوجوان عورت کی تصویریں لی گئیں اون کو معلوم ہوئی اور اوس کو پوچھا گیا کہ نہیں کچھ شرم و حیا تو اس طرح ننگے ہونے سے محسوس نہیں ہوتا تھا اس نے کہا میں تو اس کام کے لئے عرصہ سے خاص طور پر ورزش کرتی رہی ہوں اسی کے لئے میں نے بائیسکل کی اور گھوڑے اور موٹر کار کی سواری پر ورزش کی۔ چلنے۔ دوڑنے کھیلنے میں ورزش کی اور اس کام میں مجھے اس قدر آمدنی ہے کہ اگر میں کوئی دوسرا کام کرتی تو اوس میں مجھے اس سے پانچواں حصہ آمدنی بھی نصیب نہ ہوتی اور میرے خیال میں خوبصورت لڑکیوں کے لئے اس سے بہتر آمدنی والا کوئی اور روزگار نہیں۔

یہ ہے عیسائی تہذیب کا اصلی فوٹو۔ ناظرین اس سے غور کرسکتے ہیں کہ یہ اُمور یوروپ کے ممالک میں زناکاری کی اوس کثرت کا نقشہ دکھا رہے ہیں جو زمانہ سے پوشیدہ نہیں اس کے لوگ یہی اسباب ہیں اور اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ اس کے ذمہ دار مذہبی لوگ ہیں جن کے ہاتھ میں تہذیب مذہبی کی باگ ہے۔

میں کتنی کتابوں کا مصنف ہوں

میری بعض کتابوں کے ٹائیٹل پیج پر لکھ دیا گیا ہے "تیس کتابوں کا مصنف" اس پر بعض مخالفین نے اعتراض کیا ہے اور احباب بھی بوجہ علم نہ ہونے کے ان کا جواب نہ دے سکے۔ اس لئے میں اپنی تصنیفات و تالیفات کی فہرست دیتا ہوں۔ ان میں سے کئی کتابوں کے مسودے میرے پاس پڑے ہیں۔ اور بعض زیر طبع ہیں۔ اور کئی چھپ چکی ہیں۔ (اکمل آف گولیکی)

۱۔ پنج گنج چار قل عم یتساءلون کا پنجابی منظوم ترجمہ	(۱۷) مختصر وقایہ کی اردو شرح
	(۱۸) مختصر معانی کی اردو شرح
(۲) سلیمان بلقیس	(۱۹) تحفۂ اکمل
(۳) اردو خطوط کتابت	(۲۰)
(۴) قصص القرآن حصہ اول	(۲۱) خلق محمدی نبی کریم کے اخلاق
(ب) منظوم حصہ دوم	(۲۲) انجام عباطی
(۵) سخن خوب۔ مجموعہ حکایات نتیجہ خیز	(۲۳) عقائد احمدیہ
(۶) سورہ الرحمٰن کی پنجابی منظوم تفسیر	(۲۴) سنت احمدیہ
(۷) ناول انقلاب	(۲۵) قرآن کریم کی دعائیں۔
(۸) ناول فطرت	(۲۶) شہادۃ الفرقان
(۹) تفسیر یٰسین اردو نظم	(۲۷) ظہور المسیح
(۱۰) ترجمان الادب	(۲۸) ظہور المہدی
(۱۱) کافیہ کی اردو شرح	(۲۹) علم عروض کی کتاب
(۱۲) قصیدہ املی کا منظوم ترجمہ	(۳۰) پنجابی عشاق کے صحیح حالات

(۱۳) وزنگار (۱۴) قصیدہ بہشتی کا پنجابی و اردو منظوم ترجمہ (۱۵) صرف کی کتاب (۱۶) سراجی کی شرح۔ (۳۱) الاستخلاف (۳۲) چند احادیث

(۳۳) پنجابی تشریح۔ (۳۴) نحو میر کی شرح۔ علم منطق کی کتاب رسالہ (۳۵) مصباح الصرف (۳۶) ... (اکمل گولیکی)

دین کو دُنیا پر مقدم کرو

حضرت صاحبزادہ محمود احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ مدرسہ احمدیہ نے ایک واجب التعمیل نصیحت جماعت احمدیہ کے ممبران کے واسطے رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع فرمائی ہے۔ جسے ضروری سمجھ کر درج اخبار کیا جاتا ہے۔ مدرسہ احمدیہ تو میرے خیال میں دین اسلام احمدیہ کی بنی بنائی یونیورسٹی ہے جسکا انتظام اور نصاب صرف اس بات کو مدنظر رکھے ہوئے ہے کہ مقدس دین اسلام دُنیا میں کس طرح پھیلے۔ قوم کو اس کی طرف توجہ نہایت ضروری ہے۔ (ایڈیٹر)

" اندنوں بدیوں کا جسقدر زور ہے اور مخالفین اسلام جو جو کارروائیاں اسلام کے نابود کر دینے کے لئے کر رہے ہیں وہ ظاہر ہی ہیں۔ کوئی وقت خالی نہیں جاتا کہ جس میں دشمنان اسلام اسلام پر حملہ نہ کر رہے ہوں۔ ایک تو مسیحیت کا غلبہ دوسرے آریہ مذہب کا جوش تیسرے فلسفہ اور سائنس کا چرچا۔ اور چوتھے مسلمانوں کی اپنے مذہب سے لاعلمی ایسے روگ ہیں کہ جن کا علاج سوائے رحمت الٰہی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ اگر مسلمان مذہب سے واقف ہوتے تو یہ بیرونی حملے چند دنوں میں ہی رائی کائی ہو جاتے۔ لیکن سب سے زیادہ افسوس تو اس بات کا ہے کہ مسلمان خود اپنے مذہب سے واقف نہیں کیونکہ جب اسلام جیسا کہ ہم یقین رکھتے ہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو پھر اس میں کسی قسم کا نقص کیونکر ہو سکتا ہے۔ اگر کہیں بھی دشمنان دین سے ہمکو شرمندگی اُٹھانی پڑے۔ (خدانخواستہ) تو یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے۔ نہ کہ اسلام کا اور دشمن بھی تبھی جوش سے حملہ کر رہا ہے۔ جب اُسے ہماری کمزوری کا یقین ہو گیا ہے۔

پس سب سے بڑا نقص جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ اُنھوں نے کلام اللہ اور کلام الرسول کو چھوڑ دیا۔ اور دیگر لغویات میں پڑ گئے۔ جس کی وجہ سے ان کے اعتقاد بگڑ گئے اور اعمال اور اقوال خراب ہو گئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود نے اس نقص کو دور کر دیا اور لاکھوں کی ایک جماعت قائم کی جو خدا کے فضل سے قرآن شریف سے سچا اخلاص رکھتے ہیں اور رسول اللہ کی بات بات پر قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔ وہ اسلام کے شیدائی اور سچائی کے فدائی ہیں۔ اور ان کا ایمان بہت سے میدانوں میں ان کی رہنمائی کرتا ہے۔

اِس جماعت کو صراط مستقیم پر ثابت کرنے کے لئے حضرت صاحب نے بہت سی تجاویز پر عمل کیا۔ اور ہر ایک تجویز اپنے رنگ میں ایسی مفید ثابت ہوئی کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے۔ چنانچہ سب سے آخر میں آپ نے یہ دیکھتے ہوئے کہ ہماری جماعت میں علماء کی بڑی ضرورت ہے جو کہ جماعت میں اسلام کے سچے اصولوں کی تعلیم دیں۔ اور لوگوں کو وعظ و نصیحت سے خدا کے فضل و کرم سے بھٹکنے نہ دیں۔ ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی جسکا مقصد دینیات کی تعلیم دینا تھا۔ اور آپ کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح نے پسند فرمایا کہ آپ کی یادگار کے طور پر اس مدرسہ کو بڑے پیمانہ پر قائم کیا جاوے اور اس میں ایسے علماء پیدا کرنے کی کوشش کیجاوے جو موجودہ ضروریات کو پُورا کرنے کے لئے اچھی طرح سے قابل ہوں۔ چنانچہ اس مدرسہ کا نام مدرسہ احمدیہ رکھا گیا۔ اور اسوقت سے اس کے مفید اور کارآمد بنانے کی متواتر کوشش چلی آ رہی ہے۔ لیکن وہی مفاسد جسے دور کرنے کے لئے اس مدرسہ کے قائم کرنے کی ضرورت پڑی تھی اس کے سدراہ ہوا۔ یعنی لوگوں کا دنیا کی طرف بڑھتا ہوا میلان۔ چنانچہ ابتک سوائے چند ایک طالبعلموں کے باقی کل کے کل وہی طالبعلم ہیں جنکو وظیفے کے زور سے اس مدرسہ میں داخل کیا گیا ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ باوجود حضرت اقدس کی یادگار ہونے کے اس مدرسہ کی طرف احباب نے بہت کم توجہ کی ہے۔ ورنہ چار لاکھ کی جماعت میں سے سو ڈیڑھ سو لڑکا اب نکل آنا کیا مشکل تھا۔ جو اپنے خرچ پر دین کے لئے تعلیم پاتا۔ قرآن شریف میں صریح حکم ہے کہ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر اور پھر فرمایا کہ وما کان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون ۔ پس بموجب ان آیات کے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے کہ جو اپنی زندگی کا ایک حصہ دین کے حاصل کرنے میں لگا دے اور پھر خواہ یہ لوگ تبلیغ دین پر ہی لگ جائیں اور خواہ دوسرے کام بھی کرتے رہیں اور تبلیغ دین میں بھی مشغول رہیں اور ہماری جماعت کا تو ایسے علماء کا گروہ پیدا کرنا فرض مقدم ہے کیونکہ اُنھوں نے بیعت کرتے وقت عہد کیا ہوا ہے کہ ہم دین کو دُنیا پر مقدم رکھینگے۔ اب ایک طرف دُنیا کی طرح طرح کی نعمتیں اور ترقیات کا سلسلہ نظر آتا ہے اور دوسری طرف یہ شان و شوکت نظر نہیں آتی۔ لیکن یہی موقعہ ہے کہ صادقوں کا صدق آزمایا جائے۔ اور متقیوں کے اتقا کی آزمائش کیجائے۔ اور مجھے یقین ہے کہ احباب ضرور اس کام کو پُورا کرتے رہینگے۔ جن لوگوں نے اپنے پیارے کو چھوڑ کر اور طرح طرح کے دکھ اُٹھا کر بھی سچے راستے کو نہیں چھوڑا اور صراط مستقیم پر قائم رہے اُنپر یہ گمان کب ہو سکتا ہے کہ وہ اس کار ثواب کو پورا کرنے میں قاصر رہینگے۔ اور اب تک جو کچھ سستی ہوئی ہے اس میں صرف احباب کا ہی قصور نہیں بلکہ مجھے ماننا پڑتا ہے کہ خود ہمارا بھی قصور ہے۔ کیونکہ جب لوگوں نے اس طرف توجہ نہیں کی تو ہمارا فرض تھا کہ ہم ان کو اس طرف متوجہ کرتے۔ اور اگر پھر بھی وہ متوجہ نہ ہوتے تو بیشک اُنپر الزام آتا۔ مگر گذشتہ را صلوٰۃ کے مقولہ پر عمل کرتے ہوئے میں احباب کو اس طرف توجہ دلانے کی جرأت کرتا ہوں کہ وہ نہ صرف مال سے بلکہ اولاد سے اس سلسلہ میں مدد دیں اور جنکو خدا نے دو یا تین لڑکے دئے ہیں وہ اللہ کی راہ میں ایک لڑکا دیدیں جو مدرسہ احمدیہ میں تعلیم دینی حاصل کرے۔ اور خدا چاہے تو ہزاروں لاکھوں کو راہ ہدایت دکھلا کر اپنے اور اپنے والدین کے لئے خدا تعالیٰ کے حضور اجر کا مستحق ٹھہرے۔ یاد رکھو کہ جو خدا تعالیٰ کے لئے ایک دانہ بھی خرچ کرتا ہے خدا تعالیٰ اُسے بڑھاتا ہے اور اتنا بڑھاتا ہے کہ کسیکو اس کی اُمید بھی نہیں ہوتی۔ من ذا الذی یقرض اللہ قرضًا حسنًا فیضاعفہ لہ اضعافًا کثیرۃ ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بیٹا قربان کرنیکا ارادہ کیا تھا اُنکو اس کے بدلہ میں اتنی اولاد کا وعدہ دیا گیا کہ آسمان کے ستاروں کی طرح جسکا شمار نہ ہو سکے۔ اسی طرح حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنی زندگی خدا کی راہ میں قربان کردینے کا ارادہ کیا تھا جسکے بدلہ میں اُنکو یہ رتبہ ملا کہ آپ کی اولاد میں سے ایک شخص پیدا ہو کہ جس کی راہ میں مرنے والوں کی نسبت اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون ۔ پس یہ گمان مت کرو کہ تمہاری قربانیاں یا خدمتیں ضائع جائینگی۔ اس کے بدلہ میں جو تمہارے لئے انعام مقرر کیا ہے وہ یہ ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ ۔ یہ مت سمجھو کہ عربی یا دینیات کی تعلیم میں دُنیاوی نفع نہیں رزق اللہ کے قبضہ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اسوقت تمام دنیا کی اصلاح کے لئے جس شخص کو خدا تعالیٰ نے چنا وہ انگریزی نہیں جانتا تھا نہ اس کا خلیفہ اس زبان سے واقف ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حکمت یہ بھی تھی کہ خدا تعالیٰ جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے انسان کی کوششوں سے کچھ

کاش عبدالحکیم اب بھی سمجھے

عبدالحکیم - نادان عبدالحکیم جو آجکل ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء اور آتیناہ آیاتنا فانسلخ منہا فاتبعہ الشیطن فکان من الغوین کا شان نزول بن رہا ہے وہ اپنے ایک مضمون میں جو اس نے مختلف اخباروں میں چھپوایا ہے لکھتا ہے۔ "روحانی طور پر تمام مرزائی قطعًا عاجز ہیں کیونکہ وہ اپنے پیر یا خلیفہ یا کسی اور مرزائی کا کوئی خواب یا الہام نہیں پیش کرسکتے جو میرے مقابلہ میں پورا ہوا ہو"

حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ ہم نے یا اس کی پیشینگوئیوں کو بوجہ اس کے کہ وہ دوبار جھوٹا ہوچکا ہے کوئی اہمیت نہیں دیتے اس جماعت پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور اس پاک گروہ کے بچے بھی سچے خواب دیکھتے ہیں اور کئی ایسے نیک بزرگ ہیں جو مکالمہ الٰہی سے مشرف ہیں۔ لیکن چونکہ ماموران الٰہی کے سوا دوسروں پر ضروری بلکہ بعض حالتوں میں مناسب بھی نہیں کہ وہ اپنے الہام وکشوف شائع کریں۔ اس لئے کبھی ان خوابوں اور الہاموں کا ذکر شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ ورنہ ایک سو سے زیادہ الہامات وکشوف وخوابیں حضرت امیر المومنین کے متعلق بیان کیجا سکتی ہیں۔ از انجملہ میں تین خط یہاں درج کرتا ہوں جن سے معلوم ہوسکتا ہے کہ عبدالحکیم کی پیشینگوئیوں کی تردید تو ہمارے سلسلہ کے واجب التعظیم بزرگ السید محمد احسن صاحب امروہی اپنی وجدانی اور علمی رائے سے بھی کرچکے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے ۲۶۔ نومبر کے خط میں مجھے لکھتے ہیں:-

"اے پیارے فاضل اکمل یہ صدمہ قریب قریب ویسا ہی ہے جیسا کہ احد میں آنحضرت صلعم کو پہنچا تھا۔ چنانچہ بروز محمدی کو یہ حادثہ واقع نہیں ہوا تھا لہٰذا اب بروز میں اس کا وقوع ضروری تھا۔ اور یہ ضرور نہیں کہ بعینہ وہی رنگ ہوتا۔ کسی نہ کسی رنگ میں اس کا ہونا ضروری تھا۔ اور جیسا کہ شیطان نے اپنی وحی ۲/۱۷۱ ان محمدا قد قتل کو لشکر میں پہنچادیا تھا اسی طرح اس وقت کے شیطان نے خبر موت اکثر کے پاس پہنچادی ہے۔ اور جس طرح آنحضرت صلعم اس کے بعد زندہ رہے انشاء اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح بھی زندہ رہینگے۔" محمد احسن

امروہہ کی مہر کا عکس بھی دیا جاتا ہے۔

پھر دیکھو میرے ایک اور دوست ہیں۔ وہ بنگالہ میں رہتے ہیں۔ ان کا نام میاں محمد بخش ہے۔ وہ ۳۰۔ نومبر کو رقمطراز ہیں۔

"مکرمی و معظمی و محبی اخویم حضرت اکمل صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کا کارڈ محررہ ۲۷۔ نومبر ۱۹۱۰ء بعد نماز ظہر موصول ہوا۔ بوقت نماز عصر آپ کے حق میں اور حضرت خلیفۃ المسیح کے حق میں دعا کی گئی۔ اسی رات کو خواب میں آپکو اور حضرت خلیفۃ المسیح کو تندرست اور تقریر کرتے دیکھا۔ اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے گھر لڑکا جس کا اسم مبارک نیاز علی یا نیاز احمد رکھا گیا انشاء اللہ العزیز۔ محمد بخش عفا اللہ عنہ

مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۱۰ء

(۳) پھر وہ اپنے ۹۔ جنوری کے خط میں ۱۱۔ جنوری کی پیشینگوئی کے متعلق یوں فرماتے ہیں۔ پرسوں کا الہام حیات نورالدین۔ خلیفۃ المسیح حیات۔ کل رات مجھکو ایک الہام انگریزی میں ہوا چونکہ میں انگریزی بالکل نہیں جانتا اسواسطے اس کے بہت سے لفظ بھول گئے۔ (محمد بخش احمدی عفا اللہ عنہ)

اور خود خلیفۃ المسیح کا خواب دوسانپوں کی ہلاکت کے متعلق شائع ہوچکا ہے اس کے علاوہ تم اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے ایک خط میں لکھتے ہو کہ آپ والی پیشگوئی کی تصدیق مرزا کے ایک الہام سے بھی ہوتی ہے۔ دوبارہ زندگی ممسوخ شدہ زندگی۔ گویا اس طرح اس مشہور خواب کے ساتھ جسکے مطابق حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑی سے گرے یہ الہام بھی پورا ہوا جو اڑھائی سال قبل اس واقعہ کے شائع ہوچکا ہے۔ یہ پیشینگوئی اس صراحت سے پوری ہوئی کہ خود ہمارے لیسے دشمن کو بھی اقرار ہے کیونکہ انکار کی گنجایش نہیں بس اب تم بتاؤ کہ یہ کس منہ سے کہتے ہو کہ میرے مقابلہ پر کسی مرزائی کا خواب یا الہام پورا نہوا۔ کیونکہ خود مرزائیوں یعنی احمدیوں کے سردار کا الہام پورا ہوا جس کی صحت کا تمہیں بھی اقرار ہے۔ گھوڑی سے گرنے کی خبر سنکر ایک شیطانی آواز آئی ہے ۱۱۔ جنوری تک فوت ہوجائینگے لیکن ہزار ہا رحمتیں اور درود ہوں ہمارے پیارے مرزا پر (علیہ الصلوۃ والسلام) کہ وہ اپنی وحی پہلے شائع کرچکا ہے۔ کہ دوبارہ زندگی اور یہ الہام اس صفائی سے پورا ہوتا ہے کہ دشمن بھی اقرار کرنے پر مجبور ہے اور تم تو اپنی پیشینگوئی کے جھوٹا نکلنے کے خود مقر ہو چنانچہ تمھارے یہ الفاظ ہیں "میں خواہ جھوٹا ہی ثابت ہوگیا ہی" پھر میں ایک اور بات بھی آپ کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ محض الہام کا دعویٰ کسی کے صادق ومنجانب اللہ ہونے کی دلیل نہیں بلکہ ضرور ہے کہ اس الہام کی تصدیق قرآن شریف سے ہو اور وہ کلام قرآن مجید سے مخالف ومعارض نہو دوم وہ کلام ایسے شخص پر نازل ہو جس کا تزکیہ نفس بخوبی ہوچکا ہو۔ یعنی بے علم و بدعمل بلیبلے عمل النسان نہو اور وہ ان فانیوں کی جماعت میں داخل ہو جو بکلی جذبات نفسانیہ سے الگ ہوگئے ہیں۔ سوم جس کلام کو وہ خدا کی طرف منسوب کرتا ہے خدا کے متواتر افعال اسپر گواہی دیں۔ یعنی اس قدر اس کی تائید میں نشانات ظاہر ہوں کہ عقل سلیم اس بات کو ممتنع سمجھے کہ باوجود اس قدر نشانوں کے پھر بھی وہ خدا کا کلام نہیں۔

پس اے عبدالحکیم تم خدا کے لئے غور کرو کسی ایک آدھ بات کے پورا ہوجانے سے کوئی ملہم صادق نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں الا من خطف الخطفۃ کا استثناء موجود ہے۔ بلکہ ضرور ہے کہ اس قدر غیب کی باتیں پوری صفائی سے اسپر ظاہر ہوں کہ کسی فہیم سلیم متقی وخدا ترس کو اس میں شک وشبہ نہ رہے۔ اس کی دنیاوی مثال سنئے۔ بعض وقت لا ئق صاحب کی کوٹھی پر جو بھنگی رہتے ہیں وہ ایسی بات سن لیتے ہیں جو خاص مقربوں اور انتظامی وسرکاری امور میں حصہ لینے والوں کو بھی نہیں معلوم ہوتیں اور آخر کار بعض اوقات وہ سچے نکل آتے ہیں۔ اور اکثر ڈینگیں مارتے ہوئے جھوٹے بھی نکلتے ہیں۔ اور غلط فہمیاں پھیلا کر امن میں مخل ہوتے ہیں تو آخر سزایاب بھی ہوجاتے ہیں۔ اسی طرح ہم کسی ایک بات کی موزونیت سے کسی کو حسین نہیں کہہ سکتے۔ مثلاً کسی کی آنکھ خوبصورت ہے اور باقی چہرہ بہت بھونڈا ہے اور وہ شخص کانا بھی ہے تو اب اسے خوبرو نہیں کہینگے اسی لئے ایک بزرگ نے فرمایا ہے۔ رخ بہ بیں دخد بہ بیں دقد بہ بیں ÷ از محاسن ہائے خوباں صد بہ بیں ÷ سوائے عبدالحکیم! نادان عبدالحکیم!! جو اپنی ایک آنکھ سے دیکھتا ہے۔ ہم نے تو اس شہ خوباں کو اپنا دل دیا ہے جو مصداق ہے اس شعر کا ؎

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

میں پوچھتا ہوں وہ کون تھا جسکے لئے ستارہ ذوالسنین ظاہر ہوا۔ وہ کون تھا جس کے دعوے کے زمانہ میں مخبر صادق علیہ السلام کی بہت سی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ اونٹنیاں بیکار ہوگئیں۔ بندوں میں میل وجول ہوگیا وحشی مہذب بنائے گئے۔ پہاڑ چلائے گئے اڑائے گئے۔ دریا پاٹے گئے۔ وہ کون ہے جس کی مخالفت کی وجہ سے۔ جیسا کہ اسنے پہلے اطلاع دی تھی) طاعون آیا۔ اور ابھی تک نہیں گیا۔ اور اس نے احمدی اور غیر احمدی میں ایک خاص امتیاز رکھا۔ پھر وہ کون ہے جس کا حلیہ وہی حلیہ تھا جو نبی کریم صلعم نے اپنے مسیح موعود کا بتایا۔ اجلی الجبھۃ اقنی الانف۔ پھر وہ زرد چادروں والا نشان یعنی دو بیماریاں صرف کس کی ذات میں پورا ہوا۔ پھر کس کی دعا سے لیکھرام مرا اور آریوں پر حجت تمام ہوئی۔ کس کی دعا سے آتھم مرا اور عیسائیوں پر فتح نصیب ہوئی کس کی دعا سے ڈوئی امریکہ میں مرا اور نئی دنیا پر اسلام کی صداقت کا جھنڈا گڑا کس کے مباہلوں نے اپنے اندرونی مخالفوں پر اپنی صداقت کا ثبوت پیش کیا۔ کس نے سکھوں کے گرو کا اسلام دنیا پر ظاہر کیا کس نے جلسہ مذاہب میں اپنی تقریر سے اسلام کا بول بالا کیا۔ کس نے بآواز بلند

٭ عبدالحکیم اپنے حق میں یہ لکھا کرتا ہے

ف - یہ خواب جلسہ ... جنوری ... ۱۱ جنوری کو پورا ہوا۔

ف - حضور ... کا یہ الہام بدر ۳۰ اپریل ۱۹۰۸ء میں شائع ہے

۲۰- جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

جناب امام الدین صاحب ۲۰۳ للعہ جناب بابو جلال الدین صاحب ۲۴۳ للعہ

جناب امام الدین صاحب ۲۰۳ ہے

مورخہ ۲۳- جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

جناب نور الدین صاحب ۱۸۸۷ عہ جناب شاہ سرن صاحب ۲۳۹ عہ

جناب محمد سرن خاں ۲۶۹۳ للعہ

مورخہ ۲۵- جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

جناب عزیز بیگ صاحب ۱۶۹۸ عہ جناب خوشی محمد صاحب ۲۳۵۸ عہ

جناب سوار خانصاحب ۲۱۵۲ ۹۲۵ عہ جناب عبد الرحیم صاحب ۲۶۷۹ ۸ر

جناب نیاز محمد صاحب ۲۱۴۴ ۱۸۳۲ ے

مورخہ ۲۶- جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

جناب قاسم علی صاحب ۲۳۸ ے

۲۷- جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

جناب صدر الدین صاحب ۳۴۷ للعہ

مورخہ ۲۸- جنوری سنہ ۱۹۱۱ء

جناب احمد حسین صاحب ۱۸۸۰ للعہ جناب فضل کریم صاحب ۲۶۲۹ للعہ

یکم فروری سنہ ۱۹۱۱ء

جناب میاں محمد شریف صاحب ۲۶۶۷ عہ جناب مرزا عبد الکریم صاحب ۲۲۵ عہ

مورخہ ۲- فروری سنہ ۱۹۱۱ء

جناب غلام رسول صاحب ۲۶۹۸ عہ

مورخہ ۳- فروری سنہ ۱۹۱۱ء

جناب قدرت اللہ صاحب ۴۱۸ ے

۴- فروری سنہ ۱۹۱۱ء

جناب عبد اللطیف خانصاحب ۱۱۸ للعہ

۶- فروری سنہ ۱۹۱۱ء

جناب محمد ابراہیم صاحب ۲۶۴۷ ے جناب خدا بخش صاحب ۱۹۶۹ ے

جناب غلام نبی صاحب ۱۰۹۹ للعہ جناب حکیم محمد زمان علی صاحب ۵۳۰ عہ

مورخہ ۷- فروری سنہ ۱۹۱۱ء

جناب مطیع صاحب ۳۶۷ ے جناب عابد حسین صاحب ۲۶۹۳ عہ

جناب محمد سراج الدین صاحب للعہ

مورخہ ۸- فروری سنہ ۱۱

جناب ملک حسن محمد خانصاحب ۱۱۹۸ عہ

مورخہ ۹- فروری سنہ ۱۹۱۱ء

جناب قائم علی صاحب ۲۰۷۸ عہ

برادر قائم علی صاحب مدرس مدرسہ عبد اللہ پور لکھتے ہیں کہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کیواسطے دعاؤں میں مشغول ہوں اور حتی المقدور ان کے نام پر صدقہ و خیرات بھی کرتا ہوں دیگر احباب بھی ایسا کریں۔

الہ آباد کا جلسہ مذاہب اور ہماری شرکت

(از ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب)

(نمبر ۳)

(سلسلہ کے واسطے دیکھو اخبار نمبر ۱۴ مورخہ ۲- فروری ۱۹۱۱ء)

میں نے پیچھے ذکر کیا ہے کہ حامد اللہ آبادنے مسلم کلب کے ہال کو غیر مکتفی سمجھ کر مولوی ولایت حسین صاحب کی خدمت میں مکان کے لئے عرض کیا اور اُنھوں نے مکان کی اجازت دی۔ اور لیکچر کے متعلق ضروری انتظام بھی فرمایا۔ شام کو ساڑھے ۶ بجے لیکچر تھا لیکن لوگوں نے چند بجے سے پہلے وہاں جوق جوق آنا شروع کر دیا۔ اگرچہ پہلا اعلان تو مسلم کلب کے ہال کے متعلق تھا۔ لیکن لوگوں کے اشتیاق نے خود بخود اشتہار کا کام دیا۔ اور تبدیلی مکان نے کوئی بُرا اثر پیدا نہکیا۔ کیونکہ آجکل سے ڈھائی تین گنا زیادہ آدمی تھے آج تعلیمیافتہ جماعت کے علاوہ دیگر اصحاب بھی تھے۔ مولوی ولایت حسین صاحب ہمیں ملنے آئے اُن کو علم تھا کہ ہم احمدی ہیں وہ بہت کچھ گذشتہ لیکچروں کی بابت سُن چکے تھے۔ اور متاثر تھے۔ خلقت کے ہجوم نے زیادہ انتظار میں ہم کو نہ رکھا آج کے پریسیڈنٹ مسٹر ظہور الدین صاحب بیرسٹرایٹ لا تھے۔ یہ بزرگ اعلےٰ پایہ کے انسان ہیں۔ لندن میں مسلم لیگ کے سکرٹری رہ چکے ہیں۔ اُنکے ولایت سے رخصت ہونے پر خاص جلسہ مسلمانان لندن نے کیا تھا جس میں جسٹس امیر علی صاحب نے آپ کے قومی جوش اور قابلیت کی نسبت تعریف کی تھی امسال جو مسلم لیگ الہ آباد میں تجویز ہوئی تھی اور بعد میں ناگپور ہوئی اس میں ریسپشن کمیٹی کے آپ سکرٹری تھے۔ آپ خواجہ صاحب کے گذشتہ لیکچر مسلم کلب میں کوئی نصف گھنٹے کے لئے موجود تھے چنانچہ معمولی شکریہ کے بعد پریسیڈنٹ صاحب نے خواجہ صاحب کے کل کے لیکچر کیطرف اشارہ کیا اور استعجاب ظاہر کیا کہ کیسی عمدہ اور بےنظیر تطبیق یہ لوگ علوم جدیدہ اور سائنس کو قرآن کریم کے مطالب عالیہ سے دے سکتے ہیں۔ انھوں نے جماعت احمدیہ کی خدمات اور اُن کے خاص احسانوں کا جو عام مسلمانوں پر اس جماعت نے کئے ہیں اعتراف کیا اور خصوصًا اس خاص احسان کا ذکر کیا جو جماعت احمدیہ نے الہ آباد مذہبی کانفرنس میں حصہ لے کر اور اسلام کی تعلیم کو کل ادیان کی تعلیم پر غالب اور فائق کر کے کیا۔ پریسیڈنٹ کی تقریر میں ذیل کی بات خاص طور پر ذکر کرنے کے قابل ہے جو اُنھوں نے اپنے الفاظ میں بیان کی لیکن یہ عبارت قریب قریب اُن کی ہے۔ صاحبان میں اس کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتا۔ کہ یہی بزرگ ہمارے حقیقی طور پر ہادی اور مرشد ہیں۔ ہم سخت گمراہی میں ہیں ہم کو طرح طرح کے شکوک اپنے مذہب پر ہیں۔ ہماری تشفی ہمارے علماء نہیں کرتے۔ جو کچھ تھوڑے ہی وقت میں سُنا اور جو آج دیکھ چکا ہوں۔ یہی لوگ ہماری ہدایت کا انتظام کرینگے۔ میں علماء کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ ہوش کریں نہیں تو ہم گئے گذرے ہیں۔ جس رنگ میں مذہب ہمارے سامنے پیش ہوتا رہا وہ ہماری تشفی کا کبھی موجب نہیں ہُوا۔ لیکن اب ہمیں معلوم ہوا کہ ہم مذہب سے ناواقف تھے۔ اس لئے ہم علماء کو کہتے ہیں کہ ہمکو اگر بچانا ہے تو بچالو۔ ہماری تعلیم اور ہمارے مذاق کو دیکھ لو اور ہمیں مذہب کی صداقتیں اس رنگ میں سمجھاؤ جیسے اُنھوں نے سمجھائی ہیں۔ ورنہ اگر ہم کچھ کر گذرے تو اس کے ذمہ دار آپ ہونگے۔ یہ دردناک الفاظ جو ایک صاف اور پاک دل کے جنٹلمین نے کہے ہمارے دو نیز نشتر کا کام کر گئے۔ فی الواقع انگریزی خوانوں کی یہی حالت ہے۔ اور میں یقین کرتا ہوں کہ انگریزی خوانوں سے بہتر مذہب کے شیدا ہرگز ہرگز اور نہونگے۔ بشرطیکہ اُن کے مذاق کو مدِنظر رکھکر مذہب کو اُنکے سامنے پیش کیا جاوے۔ یہی مذہب جس پر آج انگریزی خواں ہنس رہے ہیں اگر اُن کے سامنے اُس حکیمانہ اصول پر پیش کیا جاوے جو حضرت اقدس مرزا صاحب نے ہم کو تبلیغ کیا تو پھر اس گروہ سے زیادہ خادم مذہب کا اور کوئی نہو گا۔ مشکل تو یہ ہے کہ اُنکو اسلام چھوڑ اوّل مذہب سے ہی کوئی دلچسپی نہیں یہ تو اسلام سے ہی تعلق نہیں رکھتے تو اسلام کے ماتحت کسی فرقہ سے ان کو کیا ہمدردی ہو سکتی ہے۔ یہ تو مذہب سے تعلق محض بہ لحاظ قومیت رکھتے ہیں اور نیشنلٹی کے خیال سے ان کے مُنہ سے لفظ اسلام نکلتا ہے اس لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ان میں مذہبی جذبہ پیدا کیا جاوے۔ اور میں تو ایمان رکھتا ہوں کہ سب گروہوں کو چھوڑ اگر ہم انگریزی خوانوں میں ایک مذہب کی محبت پیدا کر دیں تو پھر احمدیت کے سوا اُن کی جائے پناہ اور کوئی تعلیم نہیں ہو سکتی۔ وہ معقولیت اور دلائل کے بھوکے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے حضرت مغفور علیہ السلام نے ہمکو وہ خزانہ بخشا ہے کہ جو ختم نہیں ہو سکتا لیکن اسوقت تو وہ احمدیت کو ایک ڈھکوسلا سمجھے ہوئے ہیں وہ معجزات اور پیشینگوئیوں پر ہنسی اور مذاق کرتے ہیں الہام کو تخیلات سے نسبت دیتے ہیں۔ ہاں مسیح کا فاتحہ وہ مدت سے پڑھ چکے ہیں۔ اس لئے ہم کو تبلیغ کے وقت

(باقی ضمیمہ میں ملاحظہ ہو جو اسی اخبار کے ساتھ شائع ہوا ہے اور جسکے صفحات اخبار کے ساتھ مسلسل ہی رکھے گئے ہیں کیونکہ سبکو جائیگا)

اُن کے تعصبات اور آراء کا ملحوظ بھی رکھنا قرین حزم اور احتیاط ہے اول اُن کو معقولیت کے رنگ میں اسلام دکھلایا جائے اُنکے آگے قرآن کریم کی اعلےٰ حکیمانہ تعلیم پیش کیجاوے۔ اُن کے خیالات اُن کے نصب العین اُن کی بلند پروازیاں سامنے رکھ کر قرآن پیش کیا جاوے اُن پر یہ ظاہر ہو کہ قرآن ہی حکمت اور فلسفہ کا مخزن ہے اس طرح ان میں مذہب کا وہ مذاق پیدا کر دیا جائے کہ جسکو بجز احمدی مبلغین کے اور کوئی مولوی پورا نہیں کر سکتے ہم اپنے علم و عمل سے اپنے طریق سے اپنے اخلاص سے اپنی خدمات دین سے اُن کو یقین دلا دیں کہ اسلام ایک نخل مثمر ہے اور اسکے اثمار کے ہم احمدی ہی وارث ہیں۔ اس طریق سے ہم اُن پر احمدیت کی عظمت قائم کر سکتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اُن پر ہم ان برکات کو ظاہر کر سکتے ہیں جو حضرت احمد علیہ السلام کے طفیل ہم پر ہو رہی ہیں۔ پریسیڈنٹ کی تقریر کے بعد مولوی صدرالدین صاحب نے ضرورت الہام پر لیکچر دیا۔ آپ کا لیکچر سورۃ نحل کے ایک رکوع کی تفسیر تھی۔ اپنے مضمون کے دو حصے کئے۔ آپ نے فرمایا کہ دُنیا میں دو گروہ ہیں ایک وہ جو الہام کے قطعاً قائل نہیں اور اپنے ضمیر اور کانشنس کے محاکمہ کو ہی خدا تعالیٰ کی منشاء کا مظہر سمجھتے ہیں۔ اس گروہ میں سے ایک برہمو سماج ہے۔ دوسرے گروہ ہیں جو الہام کے تو قائل ہیں لیکن وہ الہام کو ایک وقت کے بعد ختم سمجھتے ہیں۔ اور پھر تکرار الہام کے قائل نہیں۔ یہ آریہ لوگ یا اسیطرح کے دیگر گروہ ہیں مولوی صاحب اگرچہ برابر ڈھائی گھنٹہ تقریر فرماتے رہے۔ لیکن وہ بمشکل پہلے حصّہ کو ختم کر سکے۔ اپنے مقاصد کی تشریح میں مولوی صاحب نے کہیں باٹونی (علم نباتات) فزیالوجی (علم تشریح) کہیں اسٹرونومی (علم ہیئت) اور کہیں دیگر علوم کے خزانے کھولنے اور مفصل تشریحات اور پیرایوں میں آپنے دکھلایا کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے انسان کی ہر ایک قوت کی پرورش کی ہے کس طرح خدا تعالیٰ نے ہر ایک تقاضہ فطریہ کے پورا کرنے کا سامان اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ جب انسان کی ادنیٰ سے ادنیٰ ضرورت سے لیکر اعلےٰ سے اعلےٰ بات تک خدا تعالیٰ کی ذات سے وابستہ ہے تو پھر یہ کس طرح قبول کر لیا جاوے کہ انسان کے لئے معرفت اور الہام آلہی کے سامان خدا تعالیٰ خود بہم نہ پہنچاوے اور وہ انسان پر چھوڑ دے۔ اُس کے کل جسمانیات کے قوانین تو وہ خود مرتب کرے اور انسان کو سکھلائے اور روحانیت کے لئے اُسے کوئی قانون نہ بتلائے۔ مولوی صاحب نے انسان کے مختلف قوائے کو گنا کہ جنکے ذریعہ انسان کو علم حاصل ہوتا ہے اور سائیکولاجیکل (فلسفہ ذہنی) طریق پر دکھلایا کہ روحانی علوم دل سے تعلق رکھتے ہیں اور ذہنی علوم دماغ سے۔ پھر آپ نے دکھلایا کہ جب وہ علوم جو کان۔ ناک۔ آنکھ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اُس کے سامان بدقدرت نے کس قدر بنائے ہیں تو وہ علم جو قلب کے ذریعے حاصل ہوتا ہے اُس کے ذرائع کیوں خدا تعالیٰ خود بہم نہ پہنچائے۔ جب دیگر اعضاء کے ذریعہ علوم حاصل کرنے کے اسباب پر انسان قادر نہیں اور وہ سارے کے سارے اسباب خدا تعالیٰ نے بنائے تو علم آلہی کے حصول کے اسباب جو قلب کے ذریعہ حاصل ہوتے ہیں وہ انسانی ہاتھ کس طرح پیدا کر سکتا ہے۔ سب سے عجیب بات جسنے مولوی صاحب کے بیان کو حد درجہ کا موثر کر رکھا تھا وہ ان کا وہ وسیع علم تھا کہ جس سے وہ اپنی ہر ایک علمی دلیل کو آیات قرآنی میں سے نکال کر دکھلا رہے تھے۔ آپ پہلے کسی علمی مسئلہ کو پیش کرتے اور پھر اُس کی عالمانہ باریکیاں دکھلاتے اور آہستہ آہستہ ایک نتیجہ پر آ جاتے۔ اس کے بعد قرآن کریم کی آیت پڑھ کر لفظی معنی کر دیتے۔ سننے والے حیران ہو کر عش عش کرتے تھے کہ کس طرح یہ سب کے سب علوم قرآن میں جمع ہو رہے ہیں۔ سامعین کی خوشی کا یہ عالم تھا کہ پانچ پانچ اور دس دس منٹ پر چیرز اور مسرت کے نعرے بلند ہو رہے تھے یہ ایک ایسی روحانی اور دماغی ضیافت اُنکے سامنے تھی کہ جس کو اُنھوں نے پہلے کبھی چکھا ہی نہ تھا۔ خدا تعالیٰ مولوی صاحب کی عمر دراز کرے کہ اُنھوں نے جہاں مسئلہ الہام پر روشنی ڈال کر نہ صرف برہمو عقائد کی تردید کی بلکہ اپنے سامعین پر روشن کر دیا کہ وہ الہام جو حضرت آدم سے شروع ہُوا وہ حضرت خاتم النبیین تک جاری رہا اور آپ پر الہام شریعت بند ہو کر آپکے بعد الہام جاری رہا اور جاری ہے اور جاری رہیگا۔ یہی دراصل مغز احمدیت ہے اور اسی مسئلہ کو قائم کرنے کی ہم کو خاص ضرورت ہے۔ میں مولوی صاحب کی خدمت میں عرض کرونگا کہ وہ اس لیکچر کو ہندوستان کے مختلف حصوں میں دیں۔ اور مختلف شہروں میں سنادیں اور اگر یہ ممکن ہو تو اس کو جلد لکھ کر چھاپ دیں۔ تاکہ وہ اور احمدی لیکچراروں کو امداد دے۔

اس میں شک نہیں کہ جو فائدہ طبع شدہ کتاب سے ہوتا ہے وہ بالضرور دیرپا ہوتا ہے۔ لیکن وہ جلد مفید ثابت نہیں ہوتا۔ بہت کم لوگ پڑھنے والے ہوتے ہیں۔ لیکچر میں لوگ خواہ مخواہ کچھ نہ کچھ سُن جاتے ہیں۔ اس بات کی پرواہ مطلق نہونی چاہئے کہ ایک ہی لیکچر ہر جگہ بیان ہوتا ہے۔ ہم نے چند صداقتوں کو دُنیا میں قائم کرنا ہے۔ کیا ہرج ہے کہ آہستہ آہستہ ایک ایک صداقت کو لیکر کل ہندوستان میں پھرا جاوے۔ حضرت اقدس نے ایک مسئلہ وفات مسیح کے لئے کسقدر کتابیں لکھیں اور پھر جہاں گئے یہی مسئلہ کو ساتھ لیکر گئے۔ اور بیان کیا کہ کسی بات کو ذہن نشین کرانا کوئی آسان کام نہیں ہوا کرتا۔ اور خاصکر ایسے امر کو جو لوگوں کے لئے بالکل نیا بن رہا ہو۔ یہی طریق قرآن کریم کا ہے اور یہی طرز کل انبیاء کی تحریر و تقریر میں پایا جاتا ہے۔ کہ وہ ایک ہی بات کو صدہا شکلوں اور قالبوں میں بیان کرتے ہیں اور تکرار سے نہیں گھبراتے اور اب تو فاضل پادریوں نے بھی یہی طریق اختیار کیا ہے۔ ایک فاضل امریکہ یا یورپ کے کسی بیت العلوم میں بیٹھکر دو تین لیکچر لکھتا ہے اور پھر اُس کو لیکر کل دُنیا میں پھرتا ہے اور وہی لیکچر دیتا جاتا ہے اور نہیں تھکتا جب تک کہ اس بات کو دُنیا کے تمام گوشوں میں نہ پھیلائے۔ پچھلے تین سال ہُوئے ڈاکٹر کینرت ہال جو ایک فصیح اللسان۔ منّاد عیسائیت ہے اسی طریق پر کُل ہندوستان میں تین لیکچر برابر چھ ماہ تک کل مختلف شہروں میں دیتا پھرا ہاں جہاں ایک ہی لیکچر مختلف مقامات پر ہو بعد میں اگر تصنیف کی شکل میں آ جاوے تو نور علیٰ نور ہو جاتا ہے۔ ہمارے ریویو آف ریلیجنز میں حضرت مولوی محمد علی صاحب نے کیا کیا موتی اور گران بہا دُر شاہوار جمع کر رکھے ہیں۔ لیکن کل کا کل ہندوستان اُن سے محروم ہے۔ اگر ہمارے احمدی نوجوان مثلاً میاں محمد الدین صاحب شیخ تیمور صاحب۔ چودھری فتح محمد صاحب اور دیگر نوجوان گریجویٹ اِن مضامین کو لیں اور لیکچروں کی شکل میں لکھ کر ایک ایک لیکچر برابر متواتر ہندوستان میں دیتے پھریں تو یقیناً ایک عظیم الشان نتیجہ مرتب ہو۔ دوران لیکچر میں مولوی صاحب نے ایک لطیف موقعہ نکالکر ہمارے مرحوم لیڈر رقوم مولوی عبدالکریم علیہ السلام کی روح پُر فتوح کو ضرور خوش کیا کہ آپ یہ بیان کر رہے تھے کہ انبیاء پر سخت سے سخت خطرات کے وقت آئے ہیں۔ اور ایسے جانکاہ وقت میں انھوں نے الٰہی الہام پاکر اپنے قول و فعل کے ذریعے اُن خطرات سے اپنا باہر ہونا ظاہر کیا ہے مثلاً نبی کریم غار میں ہیں متعاقب دشمن سر پر موجود ہے کوئی ذریعہ خلصی کا نہیں۔ موت و ہلاکت ایک امر یقینی ہے۔ ایسے وقت میں ایک خدا کا رسول نہایت اطمینان سے اپنے دوست کو جو غمناک ہے کہتا ہے کہ لا تحزن ان اللّٰہ معنا۔ خدا نے مجھے الہام کیا کہ غم نہ کرو۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت صدیق اکبر کا غمناک ہونا اور جناب نبی کریم صلعم کا خوش و خرم اطمینان دینا برہمو عقائد کی ہلاکت کے لئے کافی ہے۔ کیا یہ اپنے دل کی آواز ہے جو یہ اطمینان اور تسکین دلا رہی ہے۔ ابوبکر تو حضرت نبی کریم کے بمقابل عمر اور دنیوی عقل و تجربہ میں شاید بہت ہی بڑھ کر تھے۔ اگر دل کی آواز سے تشفی ہونی تھی تو جناب

ابوبکرؓ کو پہلے ہوتی۔ انکو کیوں گھبراہٹ تھی۔ اور ایسا ہی اگر کوئی بزدل ان حالات میں ہوتو پھر کیا اُس کے دل میں وہ اطمینان اور نشاط قلب میں ہوگی جو ان الفاظ ان اللّٰہ معنا سے ظاہر ہوتی ہے۔ الغرض ابوبکرؓ کی حالت حزن اور آپکا اطمینان اسبات کا ثبوت ہے کہ الہام دل کی آواز نہیں جو علم اور تحریر کے باعث پیدا ہوتی ہے بلکہ خارجی آواز ہے اس موقعہ پر مولوی صاحب نے لیڈر قوم علیہ السلام کی شاگردی کا حق پورا پورا ادا کیا۔ آپ کے سامنے شیعہ صاحبان کی بھی ایک خاص تعداد تھی آپنے فرمایا کہ اس موقعہ پر ناواقفوں نے صدیق اکبر کی شان پر حملہ کیا انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ کو اپنی جان کی پڑی ہوئی تھی اور وہ سخت حزن وملال میں تھا کہ نبی کریم صلعم کو اُنھیں تسلی دینی پڑی۔ نادان اس قدر نہیں سوچتے کہ جو جو امور حضرت صدیق اکبر سے اس ہجرت کے وقت سرزد ہوئے وہ اس بات کے کافی شاہد ہیں کہ آپ کو اپنی جان کا مطلق غم نہ تھا۔ اُنھیں تو اُس محبوب ومطلوب کی جان کی بابت حزن وملال تھا جس کے لئے اُسنے اپنے تن ومن جان ومال کو مصیبت اور خطرات میں ڈال دیا تھا۔ جب گھر سے نکلتے ہیں تو یہ فکر ہے کہ کہیں دشمن کھوج نہ نکال لیں۔ کیونکہ عرب کھوج کی شناخت کے لئے مشہور تھے۔ اس لئے جناب ابوبکرؓ نبی کریم صلعم کو اپنے کندھے پر بٹھلاتے ہیں کہ آپ کے نقش قدم زمین پر نہ لگ جاویں۔ اب کیا اس شخص کو غم اپنی جان کا ہے کہ جو نبی کریم صلعم کے نقش قدم چھپانے کے لئے اپنے نقش قدم دشمنوں کے لئے قائم کر رہا ہے۔ اسیر غار کا خود نقشہ اسبات کا گواہ ہے کہ انکو اپنے محبوب کی جان کا حزن وملال ہے کیونکہ جس غار میں آپ تھے اُس میں بچھو اور سانپوں کی جگہ تھی اور مختلف جگہوں پر سوراخ تھے۔ ان سوراخوں کو وہ اپنے کپڑوں سے بند کر دیتا ہے اور پھر جب کپڑے بھی کفتی نہیں ہوتے تو اپنے ہاتھ کی ہتھیلی اور پاؤں کے تلوے وہ سانپوں اور بچھوؤں کے سوراخوں پر رکھتا ہے۔ کیا اُسے اپنی جان کا غم ہے۔ یا وہ اپنی جان کو ایک محبوب جان کے بچانے کے لئے ہلاکت کے منہ میں ڈال رہا ہے۔ اگر اُسکو اپنی جان اس قدر عزیز تھی تو کیوں سانپوں کے ڈنک سے حضرت نبی کریم کو بچانے کے لئے اپنے ہتھیلی اور تلوے رکھتا ہے۔ کیا اُس کی ہتھیلی اور تلوے اپنے اندر جادو زہر کا اثر رکھتے ہیں کہ سانپ اور بچھو انکو نہ کاٹ سکینگے۔ دشمن نے تو ابھی بعد میں آنا تھا وہ تو انکے آنے سے پہلے ہی اپنی جان ہلاکت کے منہ میں ڈال چکا ہے پھر اگر دشمن آگیا تو اُسے اپنی جان کا کیا غم وہ تو اس غم میں ہے کہ جس جان کے بچانے کے لئے وہ اپنی جان کو موت کے حوالہ کر چکا ہے۔ اب وہ جان بھی بچی نظر نہیں آتی ہے

اُسے حزن وملال ہے۔ اور اللّٰہ تعالیٰ کی آواز اُسپر آتی ہے اور کہتی ہے لا تحزن ان اللّٰہ معنا۔ تو محمدؐ کے لئے کیوں غم کرتا ہے۔ خدا اُس کے ساتھ بھی ہے اور پھر تیرے ساتھ بھی ہے۔ مولوی صاحب نے کچھ اس ترکیب اور زور سے بیان کیا کہ اُس وقت یہ سمجھ نہ آتی تھی کہ آیا مولوی صدر الدین صاحب تقریر فرمارہے ہیں یا خود لیڈر قوم کی روح اپنے شاگرد کے قالب میں بول رہی ہے۔

مولوی صاحب نے کوئی ساڑھے نو بجے رات تک اپنا لیکچر ختم کیا لوگ تو سیر ہوئے تھے۔ کیونکہ آپنے اگلے دن حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب کا لیکچر جلسہ مذاہب میں پڑھنا تھا آپ کے خاتمہ تقریر پر اس قدر لیے چیرز کا شور ہوا کہ بقول مولوی ولایت حسین صاحب شاید چیرز کے صدمے سے اُس مکان کی چھت کو کہیں صدمہ نہ پہنچا ہو۔ پریسیڈنٹ اُٹھا اور جہانتک اُس کی پیرشرانہ قابلیت الفاظ تعریف وستائش کو جمع کر سکتی تھی اُسے مولوی صاحب کی کی۔ متعلق بیان فرمانے آپ کی اعلیٰ لیاقتوں اور بیحد خلوص کا اعتراف کیا۔ دربارہ ان خدمات کا اعتراف کیا جو سلسلہ حقہ کے ممبر اسوقت ہندوستان میں کر رہے ہیں۔ اگلے دن کا لیکچر ڈاکٹر یعقوب صاحب کی طرف سے اعلان شدہ تھا۔ لیکن وہ حضرت صاحب کی علالت کے باعث اچانک رک گئے تھے۔ لیکن عمائد شہر کی درخواست پر خواجہ صاحب کو ڈاکٹر صاحب مکرم کا قائم مقام بننا منظور کرنا پڑا۔ ہم خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

ارشاد الامیر

آج بتاریخ ۱۰- فروری سنہ ۱۹۱۱ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ بھجوائے ؎

علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ٭ بلا کشان محبت بکوئے یار روند

یہ عاجز احمدیہ محلہ کی گلیوں میں آگے جانیوالوں کو پیچھے چھوڑتا اور قدم عشق بیشتر بہتر کی من وجہ زبان حال سے تفسیر بیان کرتا ہوا کوے یار یعنی دربار و دربار امیر المومنین وایوان خلیفۃ المسلمین کی جانب پروانہ وار متوجہ ہوا۔ نبار گاہ راستان یعنی مشرق مہر خلافت کے آستان پر پہنچکر گوش زد ہوا کہ پردگیان حرم معتبر ودیگر مستورات حریم قدم اُس محبوب مسیحا دم کے حوالی میں موجود اور انفاس قدسیہ کے گوہر ہائے لآلی زینت گوش دل بنانے میں مصروف ہیں۔ بحسب ظاہر عقل ناتمام وفہم قاصر کا یہی فتویٰ تھا کہ یہ شعر پڑھتے ہوئے کہ ؎

از در دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم ٭ ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

حسرت ویاس کی گٹھڑی سر پر رکھ کر چلو اور نماز مغرب کے بعد تک شام وصل کا انتظار باچشم اشکبار کرو۔ لیکن حضرت عشق نے ہمت مردانہ کو للکارا اور صبر مفتاح الفرج کو پکار کر ؎

یار کے در کو چھوڑ کر جانا ٭ مذہب عشق کے مخالف ہے

چنانچہ بڑھتی ہوئی تمنا اور ابھرتے ہوئے شوق کو بغل میں دبا کر نقش قدم کا ہمدم بنکر بیٹھ گیا اور اثر محبت کا نگران ہوا۔ ابھی منٹوں کی تعداد اکائیوں سے گذر کر دہائیوں تک نہ پہنچنے پائی تھی کہ رندان بادہ مست یعنی مستان جام الست آپہنچے عقل حیران تھی اور نقش عشق مجازی سر بگریباں کہ ایک معشوق کے سب عاشق ہیں لیکن رقابت کا نام ہی نہ ایک کو دل میں دوسرے کی شکایت کا مقام ؎

خوش تماشائے است گر بیند کسے ٭ بارقیبان آشنائی ہائے من۔

دربار پر ہجوم عاشقاں بڑھتے بڑھتے ایک نہیں کئی دہائیوں تک ممتد ہوگیا۔ اس مجمع عشاق کو دیکھ کر شاعروں کے خیالی معشوقوں کے ہجوم دلدادگان کی یاد آئی اور آتے ہی بہت شرمائی۔ کہ اس کیفیت کا نقشہ کوئی کیا کھینچ سکتا ہے۔ اور میرٹھ کا مشہور قادر الکلام بیان بھی کہاں بیان کر سکتا ہے ؎ حال در گفتگو نمی آید ٭ بحر اندر سبو نمی آید

قصہ مختصر ناتمام سمجھنے دربار عالیہ تک پہنچکر ایک بار یابی کی اجازت مسئولی اور خمیازہ کشوں کی جان میں جان آئی۔ سب سے پہلے اُس مطلع الانوار کے قریب جو پہنچا وہ عاجز آثم تھا نظر کیا اُسنے دل بیتاب کے ساتھ جو کام کیا زبان وبیان کی کیا مجال ہے کہ ادا کر سکے ع دل را بت دلستانی دائم و دلستدِ دل من۔ ع بکوئے عشق میں نفسی لیلیٰ کی بات ہو رہی تھی تمام میں کہے ایک چشم زدن میں مرد کو قمریوں نے گھیر لیا ہوا تھا بس نے گھیر لیا عصا فرودت بعد حسب ایماء جب سب بیٹھ گئے تو ارشاد ہوا کہ

"اللّٰہ تعالیٰ کا مجھپر بڑا فضل ہے اس بیماری میں خدا تعالیٰ نے اپنی قدرتوں اور بندہ نوازیوں کے عجیب عجیب جلوے دکھلائے ہیں میں اس بیماری میں عادی کا بڑا قائل ہو گیا ہوں دعائیں مجھپر بڑا بڑا فضل کرتی ہیں میرے خدا نے مجھپر بڑے بڑے احسان کئے ہیں میرا جی چاہتا ہے خدا تعالیٰ مجھکو طاقت دے تو میں تم پر وہ انعامات بیان کروں جو خدا تعالیٰ نے مجھپر فرمائے ہیں۔ آج بھی مجھکو الہام ہوا ہے کہ "اغنی بفضلک عن من سواک" نیند کے لئے ڈاکٹر مجھے دوائی پلاتے تھے کہ کسی طرح نیند آجائے اور نیند نہیں آتی تھی آج میں نے دوا چھوڑ دی تو ۵ گھنٹے نیند آئی۔ خدا تعالیٰ بڑا بادشاہ ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یہ میری نصیحت یاد رکھو اللّٰہ تعالیٰ پر ایمان رکھو اللّٰہ تعالیٰ کی بڑی بڑی اُمیدیں رکھو یہ جو مشکلات آتے ہیں درجہ بلند کرنے کے لئے آتے ہیں ان مشکلات سے ہرگز مت گھبراؤ اور خدا تعالیٰ سے مدد طلب کرو۔ یہ مختصر نصیحت ہے مگر ضروری ہے اور یاد رکھنے والی ہے مولیٰ کریم اللّٰہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور تمہارا حافظ وناصر ہو" (آمین)

میں کہ صرف دیدار ہی کو معراج سمجھتا تھا اس تخاطب اور ملفوظ قدسیہ کو صحفۂ قرطاس پر اسیوقت محفوظ بھی کر نہ سکا ہوا۔ پیاس نعمت باری تعالیٰ کا

الحمد للّٰہ رب العالمین (۱۹۱۱)

مثیل صدیق

جناب منشی محمد عبد اللہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح کے مثیل صدیق ہونے پر ایک لطیف عالمانہ مضمون لکھا ہے جس میں اگرچہ تمام ضروری امور پر مفصل بحث نہیں تاہم بطور نمونہ درج اخبار کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ مخدوم و مکرم بندہ جناب مفتی صاحب جیو حفظ السلام علیکم کے بعد عرض ہے۔ کہ جب سے ہمارے آقا حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح ہوئے ہیں تب سے عام طور پر سب کے دل گواہی دے اٹھے ہیں کہ حضرت صاحب مثیل صدیق ہیں اس خیال کی تصدیق روزمرہ کے واقعات پیش آمدہ سے بھی عموماً ہوتی رہتی ہے۔ میرے پاس ایک کتاب گلزار صدیقی ہے۔ جسمیں مجملاً خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی کا بیان ہے یہ کتاب مولفہ مولوی حکیم عبد الوحید صاحب مرحوم مطبوعہ بخشی پریس کان پور ۱۹۰۲ء کی ہے۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حالات کا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے حالات سے مقابلہ کرنے کے ارادہ سے اس کتاب کی ورق گردانی شروع کی۔ سرسری نگاہ سے مجھے حسب ذیل امورات میں حضرت خلیفۃ المسیح کی مشابہت کامل طور پر حضرت صدیق اکبر رضؓ سے ثابت ہوئی جس سے مجھے کمال لطف آیا در اصل یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں۔ خالص سونے کو خواہ سو دفعہ آگ دو۔ کتنی دفعہ کسوٹی پر رگڑ دو کسی طرح پر کھو ہر طرح سے اسکی بابت صدق کی ہی شہادت ملیگی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

(۱) اول المومنین میں سے تھے اور زمرہ سابقون الاولون میں داخل تھے

(۲) جنگ بدر کے ۳۱۳۔ اصحاب میں شامل تھے

(۳) آپ بلاچون وچرا ایمان لائے اور اسی وجہ سے صدیق کہلائے۔

(۴) قوم کے قریش تھے۔

(۵) عند الطلب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعانت اسلام کے واسطے اپنی تمام جائداد لاکر حاضر کردی اور پیچھے کچھ بھی نہ چھوڑا۔

(۶) حضرت خاتم الانبیاء کے بعد خلیفہ بلافصل ہوئے

(۷) حضرت خاتم الانبیاء کی معیت میں اپنا وطن عزیز چھوڑ کر ہجرت اختیار کی۔

(۸) کتاب گلزار صدیقی کے صفحہ پر لکھا ہے۔ "دوران بیعت میں بعض لوگوں نے جو اپنے خیالات ابوبکر صدیق کی خلافت پر ظاہر کئے تھے ان کے جواب میں حضرت ابوبکر نے یہ تقریر کی قسم خدا کی کسی وقت رات دون میں مجھ میرے دل میں خلافت کا لالچ نہیں پیدا ہوا اور نہ کبھی میں نے خواہش کی اور نہ خدا سے ظاہر اور پوشیدہ دعا مانگی لیکن صرف فساد کے خیال سے میں نے قبول کرلیا مجھ کو اس خلافت میں کوئی راحت کیصورت نہیں گویا میرے گلے میں ایک ایسا پٹہ ڈالدیا گیا ہے جس کے تحمل کی قوت مجھ میں نہیں ہے۔ مگر خدا کی مدد سے۔"

(۹) خصائل کی بابت رسالہ گلزار صدیقی میں سے حسب ذیل اقتباس مندرجہ صفحہ ۱۶ غور کے قابل ہے "حضرت ابوبکر رضؓ کی طبیعت میں انکساری اور سادگی غائت درجہ کی تھی اور اون مجمعوں میں جنمیں معززین اور متقین کا جماؤ ہوتا تھا آمد و رفت عام لوگوں کی طرح سے کرتے تھے۔ غریبوں اور بیکسوں کی حالت پر ہمیشہ آپ رحم فرماتے اور سختی میں کام آتے ایسے لوگوں کی روائتیں در پردہ خبر گیری کرنیکی اکثر مشہور ہیں۔ بدر کے اطراف میں ایک عورت بڑھیا نابینا جسکو کہیں سے کچھ سہارا نہیں ملتا تھا۔ حضرت ابوبکر روزمرہ پوشیدہ اوس کے پاس جاتے تھے اور اسکو کھلا پلا کر اسکی حوائج ضروری کو پورا کر کے چلے آتے تھے علمی فضل و کمال آپکے ان فصیح بلیغ خطبوں سے اچھی طرح ظاہر ہے جو پہلو مذکور ہو چکے ہیں انکی ذہانت اور صیانت رائے کا اندازہ لوگوں کی عملی انتظامات سے بخوبی ہو سکتا ہے آپکو تعبیر گوئی اور نسب دانی میں اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل تھا۔

(۱۰) حلیہ رسالہ گلزار صدیقی کے صفحہ ۶۲ میں حضرت ابوبکر رضؓ کا حلیہ ان الفاظ میں درج ہے "آپ کا جسم چھریرا اور قد لانبا تھا رنگ سفید مائل بہ زردی تھا پیشانی ابھری ہوئی آنکھیں اندر کو گھسی ہوئی تھیں رخساروں پر گوشت اس قدر کم تھا کہ چہرے پر رگیں نمودار ہورہی تھیں اور ہاتھ کی انگلیوں پر بال بالکل نہ تھے ڈاڑھی کو مہندی سے رنگا کرتے تھے۔

(۱۱) حضرت ابوبکر صدیق کا اصلی نام عبد اللہ تھا اور صدیق لقب تھا لفظ عبد اللہ صدیق کے اعداد ابجد ۳۱۶ ہوتے ہیں۔

(۱۲) لفظ مثیل صدیق کے عدد ۷۸۴ ہیں اور لفظ خلیفہ مہدی کے عدد بھی ۷۸۴ ہیں جس سے یہ سوال حل ہو جاتا ہے کہ مثیل صدیق کون ہوگا جواب وہی جو خلیفہ مہدی ہوگا اور جس کے اعداد مثیل صدیق کے مساوی ہیں۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب ادام اللہ فیوضہم

(۱) پہلے بیعت کرنے والوں میں ہیں

(۲) حضرت مہدی کی بابت حدیث نبوی میں یہ ایک نشان پیشگوئی کے طور پر مذکور تھا کہ مہدی موعودؑ کے پاس ایک مطبوعہ کتاب ہوگی جسمیں مطابق تعداد اصحاب جنگ بدر کے اون کے ۳۱۳۔ اصحاب کا نام درج ہوگا چنانچہ حضرت مسیح موعود و مغفور نے بھی ایک کتاب میں ایک فہرست اوسوقت تک کے ۳۱۳۔ اصحاب کی چھپوائی تھی حضرت خلیفۃ المسیح صاحب بھی اوس میں موجود ہیں۔

(۳) بلاچون وچرا کے صدیقی رنگ میں حضرت مسیح موعود پر ایمان لائے۔

(۴) قوم کے قریش ہیں۔

(۵) حسب منشاء حضرت مسیح موعود و مغفور کے اپنی تمام جائداد اشاعت اور [illegible] کیواسطے دیدی اور پیچھے کچھ نہ چھوڑا

(۶) حضرت خاتم الاولیاء کے بعد خلیفہ بلافصل مقرر ہوئے۔

(۷) حضرت خاتم الاولیاء کی معیت و رفاقت اور خدمت اسلام کے واسطے اپنا وطن عزیز چھوڑ کر ہجرت اختیار کی

(۸) حضرت خلیفۃ المسیح صاحب عموماً تحریروں اور تقریروں میں بعینہ اسی قسم کے خیالات کا اظہار فرماتے رہتے ہیں۔ خاص کر وہ تقریر جو آپنے ۲۷ دسمبر ۱۹۱۰ء کی شام کو جملہ انجمنہائے احمدیہ کے سکرٹری و پریزیڈنٹ ہائے کی موجودگی میں فرمائی تھی اوس کا ایک حصہ بعینہ یہی ہے۔

(۹) ان تمام امورات میں ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح صاحب بالکل حضرت صدیق کے رنگ میں رنگین اور مشابہ ہیں تفصیل کے واسطے ایک دفتر چاہیئے۔ جن لوگوں کو حضرۃ خلیفۃ المسیح صاحب کی ہمنشینی کا شرف کبھی حاصل ہوا ہے۔ وہ ان تمام صدیقی خصائل کو حضرت خلیفۃ المسیح میں جلوہ گر پائیں گے اور پاتے ہیں۔

(۱۰) حلیہ کی مطابقت معلوم کرنیکے واسطے صرف ایک نظر حضرۃ خلیفۃ المسیح کے جمال کیطرف دیکھنے کی ضرورت ہے پھر فیصلہ کرلو کہ کیا حضرت خلیفۃ المسیح کا حلیہ قالب تحریر میں لانے کے واسطے الفاظ مندرجہ حلیہ حضرت ابوبکر صدیق کے ماسوا کسی اور لفظ کے استعمال کرنیکی ضرورت ہے ہرگز نہیں بلکہ میرے خیال میں تو اگر حضرت ابوبکر رضؓ کا فوٹو اس زمانہ میں موجود ہوتا۔ تو بالکل حضرت خلیفۃ المسیح کی شکل مبارک کے مطابق ہوتا۔

(۱۱) نور دین کے عدد بھی بالکل ۳۱۶ ہیں۔

خواجہ صاحب کا لیکچر شبان المسلمین سیالکوٹ مین

برادرم سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہزار ہزار شکر خدا تعالے کا اور ہزار ہزار مبارک آپ کو کہ امسال ہمین خوق العوق کامیابی خدا تعالے نے عطا کی۔ مین نے یہ اس لئے آپ کو لکھا ہے کہ یہ آپ کا وطن ہے۔ (یہ خط ایک دوست کا مولوی صدرالدین صاحب کے نام ہے)

اللہ اللہ ایک دن وہ کہ جب جماعت علی کے حکم پر لوگ احمدی جماعت کو پتھر مارین اور شخص کے کہنے پر ہمارے جلسہ مین شریک ہونا کفر اور عورت کے طلاق کے برابر سمجھین۔ اور اس کے لغو حکم کے سچ ہونے پر یقین رکھین۔ پھر وہ دن کہ جناب خواجہ صاحب کے پہلے لکچر پر کچھ غلط فہمیان دور ہونی شروع ہون ایک جماعت اٹھین دعو کرے دوسرے اس کے رفیق مخالفت کرین۔ پچھلے سال مین جس دن خواجہ صاحب کا لکچر ہوا اوسیوقت وہ اکھاڑہ مسجد مین لگا کر لوگون کو شمولیت سے روکے مغلظات سے اپنا وعظ سجلئے اوس کے بعد وہ دن بھی آیا کہ لوگون نے اوس کے اس غلو کو ناپسند کرنا شروع کیا اور آج وہ دن ہے کہ اوس کے اثر کے مقابل احمدیت کی کامل فتح ہو۔ پرسون شبان المسلمین مین شاید آٹھ یا نو ہزار کا مجمع تھا۔ سیالکوٹ سے بارہ بارہ کوس سے لوگ موجود تھے اور ایک عاشقانہ انتظار کے ساتھ ایک احمدی کی باتین سننے آئے۔ ۱۲ بجے دن سے لے کر مختصر وقفون کے بعد رات کے دس بجے تک خواجہ صاحب مکرم نے اون کو باندھے رکھا۔ پورے ساڑھے چار گھنٹہ تقریر ہوئی اور اون کا شوق اور بیٹھے رہنا برابر یکسان رہا۔ ذلک فضل اللہ میرے نزدیک جماعت علی کے اثر پر پوری موت وارد ہوچکی ہے۔

اس موقع پر آنحضرت کی کاملیت اور ان کے خاتم النبیین ہونے کا اور سابقہ نبوتون اور کتابون کے ناقص ہونے کا ایک نیا پیرایہ اور نئی دلیل ہمارے خواجہ صاحب کو مولائے کریم نے عطا فرمائی جن کو آپ کی دلچسپی کے لئے خلاصۃً لکھتا ہون۔ کہ جب سب کتابین خدا کی طرف سے ہین اور خدا عالم الغیب بھی ہے وہ آئندہ تنازعات سے بھی واقف تھا۔ سب کتابون مین سے صرف قرآن کا آخرا کر اکملت لکم دینکم کا دعویٰ کرنا اور باقیون کا اس قسم کا دعوےٰ نہ کرنا یہ امر ایک ایسا ہے کہ جس کی طرف بعض متکلمین اسلام نے تو پہلے بھی توجہ دلائی ہے لیکن مین یہ سوال پوچھتا ہون کہ ہر ایک صاحب شریعت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے دنیا کو شریعت دیکر پھر کسی اوس کے مابعد آنے کا وعدہ اور خبر دی ہے کسی نے اوس بعد مین آنے والے کو اپنا بیٹا کسی نے اس کو اپنے سے بہتر کہا اگر موسیٰ نے اپنا بیٹا سلیمانؑ نے اپنے سے افضل مسیحؑ نے اوس الحق کا آنا اپنے جانے پر منحصر رکھا۔ کرشن نے اپنا ہی آنا دوبارہ بدھ نے اور برہمون کا آنا۔ پرانین ہند بزرگون نے تو اوتارون کے بعد ایک اور اوتار کا انتظار کرنا۔ اب ان وعدوں اور پیشگوئیون کے جو معنی ہو معنے کر لو۔ ان سب شارعین نے شریعت دیکر اور پھر ایک اور کا وعدہ کرکے اس بات کو تسلیم کرلیا کہ وہ شریعت کی تکمیل نہین کرسکے اگر وہ کمل کرگئے۔ تو پھر وہ آنے والے کا کیون دنیا کو انتظار کراتے ہین۔ اگر اوس نے کچھ نہین کرنا یا کوئی نئی بات نہین بتلانی تو پھر اوس کے آنے کی پیشگوئیان کیون کی گئیں الغرض ان بانیان مذہب نے یہان سے رخصت ہونے پر کسی آنے والے کا پتہ بتا کر یہ تسلیم کرلیا کہ شریعت کا دروازہ بند نہین ہوا۔ اب بالمقابل دیکھنا ہے کہ قرآن اور ملہم قرآن کیا کہتا ہے۔ کتاب کہتی ہے۔ اکملت لکم دینکم اور ملہم کے متعلق کہتی ہے۔ خاتم النبیین۔

اب وہ خود کیا کہتا ہے۔ لانبی بعدی۔ کیا وہ موسیٰ کی طرح کہتا ہے کہ مجھ سا انسان شریعت لیکر آویگا کیا وہ عیسیٰ کی طرح کہتا ہے کہ مجھے جانے دو۔ تاکہ آنے والا شریعت کو مکمل کرے وہ تو کہتا ہے کہ شریعت ختم اور لانبی بعدی۔

اس اصول کو سامنے رکھ کر آپنے بہت شرح وبسط کے ساتھ بحث کی اور جب دیکھا کہ سامعین نے اس بات کو سمجھ لیا ہے۔ ۔ ۔ تو کہا اس میری بحث پر یہ اعتراض ہے کہ نبی عربی نے بھی تو ایک المسیح الموعود کی خبر دی ہے اس کا کیا جواب ہے۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ اس موقعہ کو سامنے رکھ کر آپنے کل احادیث پڑھین۔ اماکم منکم پر زور دیا اور فرمایا کہ وہ کوئی نبی نہین ہوگا بلکہ امتی ہوگا۔ کچھ منٹ بحث کرکے پھر کہا کہ ممکن ہے کہ غیر مسلم صاحبان فرمادین کہ شاید حدیثون مین کچھ اور ہو تو سب سے بہتر یہ ہے کہ اون لوگون سے دیانت کرو۔ کہ جنھون نے اس زمانہ مین ایک شخص کو مسیح موعود مان لیا ہے آیا وہ اسے ایک مستقل نبی مانتے ہین یا خادم شریعت محمدؐ اس بات کو پیش رکھ کر آپنے کہا کہ بہتر ہے۔ کہ مین اپنا عقیدہ بھی بیان کردون۔ کہ مین مرزا صاحب کو کیا مانتا ہون۔ یہ واقعات اور یہ منطقانہ خضا یا ہی خدا نے ایسے پیدا کردئے۔ کہ ہر شخص ۔۔۔ دل سے ملتمس تھا آپ اپنے عقیدہ کو کھول کر بیان کردین تاکہ غیر مسلم یہ یقین کرین کہ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس آنے والے کا پتہ دیا۔ وہ ایک غلام احمدؐ اور خادم محمدؐ ہوگا الغرض اس تقریب سے آپنے ساری کی ساری غلط فہمیان جو جماعت علی نے ہمارے متعلق پھیلائی ہوئی ہین اون کا دفعیہ کیا۔ پھر آپنے یہ کہا کہ حضرت مرزا صاحب کا نام [illegible] شیدائی مرزا ہوا یا خادم تعلیم محمدؐ ہوا اس عنوان سے آپنے اپنی گذشتہ اور موجودہ زندگی کا نقشہ کھینچا۔

الغرض پورا پونا گھنٹہ اس پر بحث کی اور اس طرز پر جو حدیثون مین لکھا ہوا مسیح کے متعلق تھا وہ بتلایا جو مرزا صاحب کا دعویٰ ہے وہ بتایا جو اون کے قبول کرنے سے فایدہ ہوسکتا ہے وہ بتلایا۔

عجیب شان الٰہی ہے کہ سب سن رہے ہین اور خوش ہورہے ہین اور کہتے ہین کہ بلا سے جو اس کی مرضی ہے۔ کہو جب تک یہ نہ کہے گا تب تک وہ اعتراض جو اور انبیاء پر نازل ہوتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی وارد ہوگا۔

(ایک حاضر الوقت)

✻

شیعہ ڈاکٹر محمد عسکری صاحب

نہایت شوق سے محلہ مفتی گنج لکھنؤ سے انجمن احمدیہ مین رونق افروز ہوئے اور اس سلسلہ عالیہ کی نسبت تحقیق اور تفتیش کرتے رہے پھر آپنے کمال رغبت مطالعہ ریویو آف ریلیجنز کا کیا پڑھ کر فرمایا کہ بے شک حضرت مرزا صاحب (غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام) خدا ہی کی طرف سے تھے۔ یقیناً کوئی راستباز انسان اون کا منکر نہ ہوگا اس لفظ منکر پر ناچیز نے اون سے دریافت کیا کہ کیا آپ لوگ اس قرآن کے منکر ہین کہ جو اہل سنت کے ہاتھون مین ہے کیونکہ اہل تشیع کو مولوی عبدالشکور صاحب اپنے اخبار النجم ۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ہجری مین منکر و منحرف قرآن کا بتاتے ہین اس بارے مین آپ کیا فرماتے ہین یہ سنکر فوراً آپنے علمائے اثنا عشری لکھنؤ کو استفتاء تحریر فرمایا کہ جس کی نقل حسب ذیل ہے ملاحظہ ہو۔

ماقولکم مدظلکم

(محمد عسکری صاحب) قرآن مجید مروج سے زاید اور بھی قرآن تھا اور جو تھا وہ کیا ہوا اور بعض حضرات جو سورہ علی نامہ فاطمہ وغیرہ پڑھتے ہین اون کا پڑھنا یا سننا من حیث القرآن جایز ہے یا حرام۔ بینوا و توجروا۔ دستخط محمد عسکری صاحب

جواب از مجتہد العصر لکھنؤ) موجودہ قرآن مجید بلاشک تام ہے اور جو اخبار آحاد تحریف کتب شیعہ مین مندرج ہین وہ معمول بہا نہین ہین بلکہ بعض ماول و بعض مطروح ہین اور سورہ مذکورہ کو من حیث القرآن پڑھنا اور سننا جائز نہین واللہ اعلم

مہر۔ سید احمد صاحب عفی عنہ۔ لکھنؤ۔

اسمہ سبحانہ

(۲) قرآن مجید سے کسی سورہ کا کم ہونا ثابت نہیں اور سورہ علیؑ و فاطمہؑ وغیرہ کا جزو قرآن ہونا یا کلام خدا ہونا غیر مسلم ہے۔

مُہر نجم الحسنؒ صاحب مجتہد العصر لکھنؤ

(۳) اس قرآن مجید سے جو مروج ہے زائد ہونا ثابت نہیں ہے۔ اور سورہ علیؑ و فاطمہؑ وغیرہ جو مرقع قرآن میں نہیں ہیں اُن کا ثبوت نہیں ہے۔ اور من حیث القرآن پڑھنا اور سُننا اُن کا جائز نہیں۔

مُہر سید آقا صاحب لکھنؤ۔

(۴) بعد سلام واضح ہو کہ آپکا عنایت نامہ پہنچا تمام شیعوں کا اعتقاد قرآن موجود کی نسبت یہ ہے کہ جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

دستخط شبیر حسنؒ عفی عنہٗ لکھنؤ۔

خاکسار کبیر الدین احمدؐ احمدی۔ سکرٹری انجمن احمدیہ بشیرت گنج لکھنؤ۔

مباحثہ گوجرہ

گوجرہ سے ایک دوست آیا تھا کہ وہاں کوئی مولوی محمد عظیم آیا ہوا ہے۔ کہتا ہے بلاؤ کوئی مرزائی مولوی ہمارے ساتھ مباحثہ کرے۔ یہاں سے مولوی حافظ روشن علی صاحب اور مولوی شیخ غلام احمد صاحب بھیجے گئے۔ لاہور سے مولوی غلام رسول صاحب وہاں پہنچے وہاں جاکر معلوم ہوا کہ کوئی مولوی احمد دین صاحب علاقہ چکوال سے بھی آئے ہیں اور بہت گندی زبان کے ساتھ سلسلہ حقہ احمدیہ کی مخالفت میں وعظ کر رہے ہیں۔ جاتے ہی ہمارے علماء نے علماء مخالفین کے نام متعلق شرائط مباحثہ ایک خط لکھا اور بدیں خیال کہ وہ مولوی بھی عربی جانتے ہونگے خط عربی زبان میں لکھا جو غالبًا وہاں کسی سے پڑھا اور سمجھا نہ گیا۔ اسواسطے اس کا جواب اردو میں بھی نہ آیا۔ دوبارہ اُردو میں خط لکھا تو اس شرمندگی کی وجہ سے کہ پہلے خط کا جواب نہیں دے سکے اس کا بھی جواب دینے سے انکار رہا اور زبانی کہلا بھیجا کہ ہم مسئلہ وفات مسیح پر بحث نہیں کرتے عرض کی گئی کہ اچھا یہی لکھ دو۔ پھر اور مضمون بحث کرنے کے واسطے مقرر ہو جائیگا۔ مگر کچھ لکھ کر دینے سے انکار کیا۔ چونکہ آج کل کے مولویوں کا اعتبار نہیں ابھی بات کرتے ہیں ابھی پھر جاتے ہیں اس واسطے بغیر تحریر کرائے اُن سے مباحثہ مناسب نہ جانا گیا۔ شہر کے معززین نے بھی حفظ امن کا ذمہ نہ لیا۔ مولوی صاحبان حسن نیت تو رکھتے ہی نہ تھے جو تحریری شرائط کر کے تحریری مباحثہ کر لیتے اس طرح ٹال ٹول کر کے گریز کر گئے۔ ہمارے علماء نے اپنے طور پر چند پُراثر وعظ کئے تین آدمی سلسلہ حقہ احمدیہ میں شامل ہوئے۔ شیخ حسین بخش صاحب میاں احمد دین صاحب و میاں کبیر الدین صاحب۔ بہرحال مخالفین کی شور اشوری میں حق کا فائدہ ہو ہی گیا۔ مخالف مولویوں کو بھی چند روز لوگوں کو بھڑکانے کے صلہ میں دنیوی فائدہ کچھ ہو ہی گیا ہوگا۔ یہ بھی قابل ذکر ہے کہ مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر اخبار زمیندار بھی مخالفین کے زمرہ کے مولویوں میں شمولیت حاصل کرنے کے واسطے وہاں تشریف فرما ہوئے تھے اور وعظ کرتے رہے اور یہ نیک تحریک اُنھیں نے کی تھی کہ حضرت عیسیٰ مرگیا تو کیا زندہ رہا تو کیا۔ مولوی صاحب موصوف نے صاف ہی کیوں نہ کہدیا کہ وہ اُسے مرا ہوا جانتے ہیں اللہ تعالیٰ وہاں کی انجمن احمدیہ کے میر مجلس ڈاکٹر جلال الدین صاحب اور سکرٹری بابو محمد رشید صاحب و دیگر برادران کو جزائے خیر دے جو بڑے جوش کے ساتھ دین حق کی اشاعت میں مصروف رہتے ہیں۔

سرجوش

(چودھویں کے چاند کی یاد رات کی تاریک گھڑیوں میں)

پھر وہی ہو ساقی مہ وش وہی ساغر چلے
پھر وہی ہو تیر و پیکاں پھر وہی خنجر چلے

زخم آیے ہو گئے کوئی نمک ریزی کرے
پھر وہی تیغ نگاہ یار اس دل پر چلے

پھر وہی ہوں حُسن کے بازار کی سرگرمیاں
پھر وہی سودا نزی سودا کا ای دلبر چلے

پھر وہی باتیں وہی گھاتیں وہی راتیں ملیں
پھر وہی ہو بزم ساقی پھر وہی ساغر چلے

پھر وہی ہوں رونقیں میخانۂ توحید میں
بادۂ عرفاں بدستِ ساقیٔ کوثر چلے

پھر ہماری دشمنوں کے سر پہ کالی رات ہو
پھر نسیم صبحدم بستان احمد پر چلے

پھر ہماری چشم زہ ہو پھر جگر میں سوز ہو
پھر دعا ہائے دلِ مضطر کا اسٹیمر چلے

پھر دیار یار کے پیغام پہنچائے کوئی
پھر وہی ٹیلیگرام حضرتِ داور چلے

پھر کوئی خضر طریقت پھر کوئی رہبر ملے
پھر ہمارے آگے آگے کوئی پیغمبر چلے۔

فرقتِ محبوب میں اب یہ ہمارا حال ہے
رات بھر جاگا کئے تڑپا کئے دن بھر چلے

خوبرو اُس سا دکھا دے کوئی ہو کر سیر گشتہ
پورب پچھم چلے دکن چلے اُتر چلے

کشورِ دل بیچتا ہوں اک نگاہ ناز پر
جنس ارزاں ہے مری ہاں کوئی سوداگر چلے

تیری محفل میں تو بیٹھے بیٹھے جی اُکتا گیا
کچھ نہ کچھ چلتا رہے ساغر چلے خنجر چلے

اے اکمل کی دعا یا ربّنا وارحمنا لنا
پھر ہمارے ساتھ سنگ ایک لوز کی چادر چلے

ایک ضروری تردید

جب سے پریس ایکٹ بنا ہے اور گورنمنٹ کے خلاف کوشش کرنے میں بعض ہندو سزایاب ہوئے ہیں۔ ان کی توجہ سلمانوں کی طرف ہے۔ اور وہ اپنے اخبار کی اشاعت غالبًا اسی میں سمجھتے ہیں کہ سلمانوں کے متعلق جھوٹ سچ خبریں بلاتحقیق چھاپ کر ان کی دل آزاری اور اپنے اخبار کی گرم بازاری کیجاوے جو بہت ہی قابل افسوس امر ہے۔ ہر ایک ایسا واقعہ جس میں کوئی نہ کوئی پہلو مسلمانوں کی ایذا رسانی کا نکل سکے اسکو نمک مرچ لگا کر شائع کرنا اپنا فرض خیال کیا جاتا ہے۔

ہندوستان مطبوعہ ۱۰۔ فروری سنہ ۱۹۱۱ء کے صفحہ ۱۰ پر ایک ڈاکٹر کا مقدمہ۔ دو سکرڈ ڈاکٹر پر کے عنوان سے ایک نوٹ چھپا ہے جس میں سول ہسپتال کے مرزائی سب اسسٹنٹ سرجن کی عزت پر حملہ ہے۔ ہم نے اسبارہ میں تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ واقعہ پولیس ڈسپنسری کا ہے۔ سول ہاسپٹل کا نہیں ہے۔ وہ ڈاکٹر احمدی ہرگز نہیں نہ اس کی جماعت سے اس کا کسی قسم کا تعلق ہے۔ وہ شخص نیا آیا ہوا بھی نہیں بلکہ مدت سے اس جگہ ہے۔ پس کسی کی عورت کا اغوا ہوا یا نہیں یہ علیحدہ بات ہے لیکن کسی احمدی کے ناموس پر حملہ ایک خوفناک غلطی ہے جس کی ہندوستان کے ایڈیٹر کو فوراً تردید کرنی چاہئے۔

اله آباد والی تقریر کی مزید اشاعت

برادرم مفتی صاحب السلام علیکم۔ ذیل کی سطور اپنے اخبار میں جگہ دیدیں۔

مجھے پہلے یقین تھا کہ یہ تقریر احمدی نکتہ خیال سے بہت مفید ثابت ہوگی۔ اور اس کی کثرت سے مانگ ہوگی اسلئے میں نے نو ہزار اردو کی اور پانچ ہزار انگریزی کاپیاں چھپوائیں اور آج ان میں سے میرے پاس صرف ایک ہزار سے کچھ زیادہ کاپیاں اردو۔ انگریزی رہگئی ہیں وہ میں نے اس لئے رکھ چھوڑی ہیں کہ آئے دن کے طلبی کے جواب میں ایک ایک دو دو بھیجدوں اس اشاعت کا متحمل میں اور میرے چند دوست ہوئے ہیں جنکو خدا تعالیٰ جزائے خیر دے۔ اگر ہمارے دوست اس کو آئندہ اور چھپوانا چاہتے ہیں جیسے کہ مجھے خطوط سے معلوم ہوا تو بذریعہ مفتی صاحب قادیان میں چھپوالیں یا میری معرفت لاہور میں اردو یا انگریزی ایکہزار کاپی پر قریبًا نو یا دس روپیہ کے خرچ ہوتے ہیں ہاں میں نے بعض ہندو اصحاب کی تحریک پر انتظام کیا ہے کہ اسکو ہندی اور بنگالی میں طبع کرایا جاوے۔ والسلام (کمال الدین لاہور)

علیگڈھ سے ایک دوست کی تحریک پر حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ خواجہ صاحب کی تقریر کی طرح مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کی تقریر بھی جو الہ آباد میں سنائی گئی تھی چھاپ کر کثرت سے شائع کی جاوے۔

ضرورت محرر۔ ایک محرر کی ضرورت ہے جس کے ہر دو خط انگریزی اور اردو دونوں اچھے ہوں۔ تنخواہ حسب لیاقت (مینیجر بدر)